ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

دوسری قدرت

"......... تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔.........."

(رسالہ الوصیت)

ایڈیٹر

نصراللہ خان ناصر

مئی ۲۰۰۰ء

قدرت ثانیہ کے مظہر اول



حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ہجرت ۱۳۷۹ ہش

مئی ۲۰۰۰ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خان ناصر

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم
پرنٹر:۔ قاضی منیر احمد
مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دارالصدر جنوبی۔ ربوہ

اس شمارہ میں

جلد نمبر ——— ۴۱
شمارہ نمبر ——— ۵

شرح چندہ

پاکستان ——— ستر روپے سالانہ
قیمت فی پرچہ ——— سات روپے

اداریہ

”قدرت ثانیہ“ کا بابرکت نظام

حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں ”قدرت ثانیہ“ کے نظام اس کی ضرورت اور برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتب اللّٰہ لا غلبن انا و رسلی۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بد قسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے وقت میں ہوا ....

خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جمادیں گے۔"

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴-۳۰۵)

حضرت اقدس ؑ نے یہاں نہایت واضح طور پر "قدرت ثانیہ" کی تشبیہہ خلافت سے فرمائی ہے۔ اور اس کی ماہیت اس کے اغراض و مقاصد اور اس کی برکات بھی وہی بیان کی ہیں جو آیت استخلاف (سورہ نور) میں مذکور ہیں اور کسی شبہ اور ابہام کی بات نہیں۔

حضرت اقدس نے قدرت ثانیہ کے ظہور کے متعلق مزید فرمایا:

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا تعالیٰ دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی ...." (ایضاً ۳۰۵)

نیز فرمایا:-

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔" (ایضاً صفحہ ۳۰۶)

حضرت مسیح موعود ؑ کی اس پیشگوئی کے مطابق قدرت ثانیہ کا ظہور ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوا اور قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاول) کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت مومنین کا پہلا اجماع ہوا۔ اس طرح جماعت احمدیہ وحدت کی لڑی میں پروئی گئی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل و احسان ہے کہ جماعت احمدیہ میں قدرت ثانیہ کا یہ بابرکت نظام قائم ہے۔ جس کی برکتیں ہر صبح و شام ظاہر ہو رہی ہیں اور آسمانی نوشتے پورے ہوتے دکھائی دے رہے ہیں جیسا کہ اس کا وعدہ ہے:

".....وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔"

(ایضاً ۳۰۳-۳۰۴)

امام الکلام

خدا تعالیٰ کی سنت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ؎۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بد قسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے وقت میں ہوا....."

؎ (ترجمہ) خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے۔

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴-۳۰۵)

کلام الامام

خلیفہ بنانا خدا تعالیٰ کا کام ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول....... فرماتے ہیں۔

"دیکھو! میں خلیفۃ المسیح ہوں۔ اور خدا نے مجھے بنایا ہے۔ میری کوئی خواہش اور آرزو نہ تھی۔ اور کبھی نہ تھی۔ اب خدا تعالیٰ نے مجھے یہ ردا پہنا دی ہے میں ان جھگڑوں کو ناپسند کرتا ہوں اور سخت ناپسند کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم میں ایسی باتیں پیدا ہوں۔ جو تنازعہ کا موجب ہوں......."

(بدر ۲۵ جنوری ۱۹۱۲ء) ".....اب خدا تعالیٰ نے جو چاہا۔ کیا اس میں نہ تمہارا کچھ بس چلتا ہے اور نہ کسی اور کا۔ اس لئے تم ادب سیکھو۔ کیونکہ یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے۔ تم اس حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو۔ یہ بھی خدا ہی کی رسن ہے۔ جس نے تمہارے متفرق اجزا کو اکٹھا کر دیا ہے۔ پس اسے مضبوط پکڑے رکھو ......خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چار خلیفے بنائے ہیں۔ آدم کو' داؤد کو' اور ایک وہ خلیفہ ہوتا ہے جو لَیستخلفنّھم فی الارض میں موعود ہے...... پس مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے۔ اور اپنے مصالحہ سے بنایا۔ ہاں تمہاری بھلائی کے لئے بنایا ہے۔ ———— خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی........

جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا۔ مجھے یہ لفظ ہی دکھ دیتا ہے۔ جو کسی نے کہا کہ پارلیمنٹوں کا زمانہ ہے۔ دستوری حکومت ہے۔ ایران اور پرتگال میں بھی دستوری ہو گئی ہے۔ ٹرکی میں پارلیمنٹ مل گیا۔ میں کہتا ہوں وہ بھی توبہ کر لے جو اس سلسلہ کو پارلیمنٹ اور دستوری سمجھتا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ایران کو پارلیمنٹ نے کیا سکھ دیا۔ اور دوسروں کو کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ ٹرکی کو پارلیمنٹ کے بعد کیا نیند آئی ہے؟ ایرانیوں نے کیا فائدہ اٹھایا......میں تمہیں پھر یاد دلاتا ہوں۔ کہ قرآن مجید میں صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ اللہ ہی خلیفے بنایا کرتا ہے۔ یاد رکھو کہ آدم کو خلیفہ بنایا۔ تو کہا۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ فرشتے اس پر اعتراض کر کے کیا فائدہ اٹھا سکے۔ تم قرآن میں پڑھو۔ جب فرشتوں کی یہ حالت ہے۔ اور انہیں بھی سبحانك لا علم لنا کہنا پڑا۔ تو تم مجھ پر اعتراض کرتے ہو اپنا منہ دیکھ لو...... پس میری سنو اور خدا کے لئے سنو! اس کی بات ہے جو میں سناتا ہوں۔ میری نہیں .... وَاعتصمُوا بحبل اللّٰہ جمیعًا و لا تفرّقوا۔" (بدر یکم فروری ۱۹۱۳ء)

عربی منظوم کلام

اِنِّیْ شَرِبْتُ کُئُوْسَ مَوْتٍ لِلْهُدیٰ   فَرَاَیْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ عَیْنَ بَقَائِیْ

میں نے ہدایت کی خاطر موت کے جام نوش کئے پس میں نے موت کے بعد (ہی) اپنی بقاء کا چشمہ دیکھا ہے۔

اَللّٰهُ اَعْطَانِیْ حَدَائِقَ عِلْمِهٖ   لَوْلَا الْعِنَایَةُ کُنْتُ کَالسُّفَهَاءِ

اللہ نے مجھے اپنے علم کے باغات عطا کئے ہیں اگر یہ عنایت نہ ہوتی تو میں نادانوں کی طرح ہوتا۔

وَقَدِاقْتَضَتْ زَفَرَاتُ مَرْضٰی مَقْدَمِیْ   فَحَضَرْتُ حَمَّالًا کُئُوْسَ شِفَاءِ

مریضوں کی آہوں نے میرے آنے کا تقاضا کیا ہے پس میں شفا کے جام اٹھا کر حاضر ہوا ہوں۔

غَلَبَتْ عَلٰی قَلْبِیْ مَحَبَّةُ وَجْهِهٖ   حَتّٰی رَمَیْتُ النَّفْسَ بِالْاِلْغَاءِ

میرے دل پر اس کے چہرے کی محبت غالب آگئی یہاں تک کہ میں نے اپنے نفس کو اور اس کی خواہشات کو باطل اور کالعدم بنا کر پھینک دیا۔

وَاَرَی الْوِدَادَ اَنَارَ بَاطِنَ بَاطِنِیْ   وَاَرَی التَّعَشُّقَ لَاحَ فِیْ سِیْمَائِیْ

میں دیکھتا ہوں کہ محبت نے میرے باطن کے باطن کو منور کر دیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ عشق میرے چہرے پر ظاہر ہو گیا ہے

مَابَقِیَ فِیْ قَلْبِیْ سِوَاهُ تَصَوُّرٌ   غَمَرَتْ اَیَادِی اللّٰهِ وَجْهَ رَجَائِیْ

میرے دل میں اس کے سوا کوئی تصور باقی نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ کے احسانات نے میری خواہشوں کے منہ کو ڈھانپ لیا ہے۔

هَوْجَاءُ اُلْفَتِهٖ اَثَارَتْ حُرَّتِیْ   فَفَدَا جَنَانِیْ صَوْلَةَ الْهَوْجَاءِ

اس کی الفت کی تیز ہواؤں نے میری خاک اڑا دی پس میرا دل ان ہواؤں کی شدت پر قربان ہو گیا۔

(منن الرحمٰن۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۷۰)

فارسی منظوم کلام

خدا در نصرت آں کس بود کو ناصر دین است ہمیں افتاد آئین از ازل درگاہِ عزت را

خدا اس کی مدد میں لگا رہتا ہے جو اس کے دین کا ناصر ہو۔ ہمیشہ سے اس درگاہ رب العزت کا یہی قانون ہے

اگر باور نمے آید بخواں ایں واقعاتم را کہ تا بینی تو در ہر مشکلم انواعِ نصرت را

اگر تجھے یقین نہیں آتا تو میرے ان واقعات کو پڑھ تاکہ تو میری ہر مشکل کے وقت خدا کی طرح طرح کی نصرتوں کو دیکھ لے

ہر آں کو یابد از درگاہ از خدمت ہے باید کہ غفلت را سزائے ہست و اجرے ہست خدمت را

جو شخص بھی اس کی درگاہ سے کچھ پاتا ہے وہ خدمت بجالاتا ہے۔ کیونکہ ہر غفلت کے لئے سزا مقرر ہے اور ہر خدمت کے لئے جزا مقرر ہے

من اندر کار خود حیرانم و رازش نمے دانم کہ من بے خدمتے دیدم چنیں نعماء و حشمت را

مگر میں اپنے معاملہ میں حیران ہوں اور اس کا بھید نہیں جانتا کیونکہ میں نے بغیر کسی خدمت کے ایسی نعمتیں اور عزتیں حاصل کر لیں

نہاں اندر نہاں اندر نہاں اندر نہاں ہستم کجا باشد خبر از ما گرفتارانِ نخوت را

میں پوشیدہ در پوشیدہ، پوشیدہ ہوں۔ پس ہمارے متعلق متکبر انسانوں کو کیا خبر ہو سکتی ہے

ندائے رحمت از درگاہ باری بشنوم ہر دم اگر کرمے کند لعنت چہ وزن آں ہرزہ لعنت را

میں بارگاہ الٰہی سے رحمت کی آواز ہر لحظہ سنتا رہتا ہوں اگر کوئی کیڑا مجھ پر لعنت بھی کرے تو اس بیہودہ لعنت کی کیا حقیقت ہے

اگر در حلقہ اہل خدا داخل شوی یا نے نوشتیم از رہ شفقت کہ ماموریم دعوتِ را

تیری مرضی ہے خواہ تو اہل اللہ کی جماعت میں داخل ہو یا نہ ہو ہم نے شفقت کی وجہ سے یہ لکھا ہے کیونکہ ہم تو تبلیغ کے لئے مامور ہیں

(براہین پنجم۔ روحانی خزائن جلد۲۱ صفحہ۷۶-۷۷)

قدرت ثانیہ کا ظہور۔ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء

حضرت خلیفۃ المسیح الاول...... کے ذریعہ اتحاد و وحدت کا عظیم الشان نظارہ

از قلم: نصراللہ خاں ناصر (ایڈیٹر)

> "میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔" (رسالہ الوصیت)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے وصال کے بارہ میں جب متعدد الہامات ہوئے تو آپ نے رسالہ الوصیت تحریر فرمایا اور ان الہامات کے ساتھ آسمانی بشارات کا بھی ذکر فرمایا جن میں اپنے بعد "دوسری قدرت" کے ظہور پذیر ہونے کی خبر دی گئی اور اپنے بعد اس دوسری قدرت کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ کی مافوق العادت ترقیات کا بھی ذکر فرمایا تھا

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا وصال

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الہامات کے پورا ہونے کا وقت آچکا تھا جب حضرت اقدسؑ کی زندگی کا آخری سفر "سفر لاہور" تھا آپ نے یہ سفر ۲۷ اپریل کو اختیار کیا۔ لاہور کے عرصہ قیام میں حضرت اقدسؑ نے ایک اہم مضمون پیغام صلح لکھنا شروع فرمایا تھا اور آپ اس مضمون میں اس قدر منہمک رہے کہ بہت تھوڑے وقت میں یعنی ۲۵ مئی کو عصر کی نماز تک اسے ختم کر لیا۔ اسی روز نماز عصر کے بعد حسب معمول آپ سیر کے لئے تشریف لے گئے مگر جلد واپس آ گئے۔ مسلسل محنت اور دماغی تھکان کی وجہ سے طبیعت پہلے ہی کمزور تھی مگر اس مضمون کی وجہ سے اور بھی ضعف ہو گیا۔ رات بھر حضرت اقدسؑ کو بے چینی رہی اور ضعف بڑھتا گیا۔ ۳ بجے شب حضرت اقدسؑ کی حالت زیادہ نازک ہو گئی۔ آپ کے معالجین پاس ہی تھے اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا مگر آپ کی طبیعت نہ سنبھلی۔ چنانچہ ۲۶ مئی کو ساڑھے دس بجے دن خدا کے برگزیدہ کی مقدس روح اپنے محبوب حقیقی اور خالق و مالک کے حضور حاضر ہو گئی۔ اِنا للّٰہ و اِنا الیہ راجعون۔ حضرت اقدسؑ کے وصال پر حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب...... حضور کی مبارک پیشانی کو بوسہ دے کر کمرہ سے باہر نکلے ہی تھے کہ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی...... نے رقت بھری آواز میں آپ کو صدیق کے الفاظ سے مخاطب کیا حضرت مولوی صاحب کے یہ الفاظ سن کر حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب...... نے فرمایا کہ

مولوی صاحب یہاں یہ سوال رہنے دیں قادیان چل کر فیصلہ ہوگا۔ (خلاصہ از حیات نور صفحہ ۳۲۶)

حضرت اقدس کے جنازہ کی قادیان کو روانگی

۲۶ مئی کو اڑھائی بجے حضرت اقدسؑ کے جسدِ اطہر کو غسل دینے اور کفنانے کے بعد تین بجے ایک کثیر جماعت نے جنازہ پڑھا اور پھر بکثرت احباب نے حضور کی زیارت کی۔ چار بجے جنازہ ریلوے اسٹیشن کی طرف لے جایا گیا۔ لاہور سے پونے چھ بجے کی ریل گاڑی پر حضرت اقدسؑ کا جنازہ روانہ ہو کر ۱۰ بجے بٹالہ اسٹیشن پر پہنچ گیا۔ بٹالہ سے دو بجے صبح احباب جنازہ شانہ بشانہ اٹھاتے ہوئے آٹھ بجے قادیان پہنچ گئے۔

قدرت ثانیہ کی بشارت اور اس کا ظہور

چند سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسلسل الہام الٰہی سے آپ کی وفات کی خبریں دی گئی تھیں جن کا تذکرہ حضرت اقدسؑ نے رسالہ الوصیت (تصنیف ۱۹۰۵ء) میں فرمایا تھا اور اس کے ساتھ ہی یہ خبر دی تھی کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کے مطابق دو قدرتیں دکھلاتا ہے (۱) پہلی قدرت نبی کا وجود ہوتا ہے اور (۲) نبی کی وفات کے بعد قدرت ثانیہ کا ظہور ہوتا ہے۔

حضرت اقدسؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ظہور کا ذکر فرمایا اور اس طرح اپنے بعد قدرت ثانیہ کے دائمی سلسلہ کے قائم ہونے اور جاری رہنے کی بشارت دی۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ نے فرمایا:۔

> "سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵)

نیز فرمایا:۔

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔" (ایضاً صفحہ ۳۰۶)

حضرت اقدس ؑ نے اپنی جماعت کو قدرت ثانیہ کے ظہور سے متعلق جو بشارات دیں یہی اس نظام کی اساس ہے جس پر غلبہ دین حق کی عمارت تکمیل پذیر ہونا تھی اور جس کے بارہ میں حضور نے فرمایا:۔

"خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔" (ایضاً صفحہ ۳۰۳۔۳۰۴)

نیز اس وعدہ کا ذکر فرمایا:۔

"خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے!" (ایضاً صفحہ ۳۰۵۔۳۰۶)

"قدرت ثانیہ" کا قیام۔ "دائمی وعدہ کا دن"

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو اس مبارک نظام "قدرت ثانیہ" کے قیام یعنی "دائمی وعدہ کا دن" طلوع ہو چکا تھا۔ قارئین اس منظر کو ملاحظہ کریں جب تمام احباب چھوٹوں اور بڑوں کی نگاہیں قدرت ثانیہ کے مظہر پر تھیں۔ اس وصال اکبر کے بعد طبعاً ہر دل میں انابت و خشیت الٰہی کا گہرا اثر تھا نفسانی جذبات نام کی کوئی شئے نہ تھی سب پر ایک روحانی کیفیت طاری تھی۔ حضور کے وصال کی خبر پر ہر احمدی لاوارث اور یتیم کی طرح آستانہ الٰہی پر جھکا ہوا تھا۔ الٰہی تائید و نصرت کے لئے سبھی اپنے مولیٰ کے حضور گریہ زاری کر رہے تھے اور غم کے مارے دیوانہ ہوئے جا رہے تھے۔ ایک ہی سوال تھا جس کا جواب آسمانی تائید و نصرت سے ہی ممکن تھا۔ ہر شخص کی تمنا تھی کہ وحدت و اتحاد کے ساتھ کسی مقدس اور پاک وجود کے ہاتھ پر جمع ہو۔ حضرت حکیم مولانا نورالدین ...... کی زبان سے بار بار بے ساختہ الفاظ نکلتے تھے کہ "حضرت کی وفات کے بعد ساری جماعت جسم بلا روح محسوس ہوتی ہے" (بحوالہ حیات نور صفحہ ۳۲۷)

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب ...... کا بیان ہے اور جس کی تائید حضرت بھائی عبدالرحمن

قادیانی..... کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔

"اس موقعہ پر خواجہ کمال الدین صاحب نے کھڑے ہو کر نہایت پُر سوز تقریر کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ خدا کی طرف سے ایک انسان منادی بن کر آیا جس نے لوگوں کو خدا کے نام پر بلایا۔ ہم نے اس کی آواز پر لبیک کہی اور اس کے گرد جمع ہو گئے مگر اب وہ ہم کو چھوڑ کر اپنے خدا کے پاس چلا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔"

"خواجہ صاحب کا انداز بیان طریق خطاب اور تقریر کچھ ایسی درد بھری' رقت آمیز اور زہرہ گداز تھی کہ ساری مجلس پر ایک سناٹا چھا گیا۔ سکتہ کا عالم اور خاموشی طاری ہو گئی۔ آخر شیخ رحمت اللہ صاحب نے سکوت توڑا۔ اور کھڑے ہو کر ٹھیٹھ پنجابی زبان میں جو کچھ فرمایا۔ اس کا خلاصہ اردو میں یہ ہے کہ

'میں نے قادیان آتے ہوئے رستہ میں بھی بار بار یہی کہا ہے اور اب بھی دوہراتا ہوں کہ اس بڈھے (یعنی حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب.....) کو آگے کرو۔ اس کے سوا یہ جماعت قائم نہ رہ سکے گی۔'

شیخ صاحب کے اس بیان پر خاموش رہ کر گویا سبھی نے مہر تصدیق ثبت کی۔ اور سر تسلیم خم کیا۔ کسی نے انکار کیا نہ اعتراض۔" (خلافت ثانیہ کا انتخاب از حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی الحکم قادیان جوبلی نمبر ۱۹۳۹ء)

حضرت نواب محمد علی خاں صاحب .... نے اپنی ڈائری میں حضرت مولوی صاحب کے انتخاب خلافت کے بارے میں .... ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"میاں محمود صاحب نے بھی کشادہ پیشانی (سے) اس امر پر رضامندی ظاہر کی بلکہ (کہا) کہ حضرت مولانا سے بڑھ کر کوئی نہیں اور خلیفہ ضرور ہونا چاہیے اور حضرت مولانا ہی خلیفہ ہونے چاہئیں .... اس کے بعد ہم باغ میں گئے اور وہاں میر ناصر نواب صاحب (خسر حضرت مسیح موعودؑ) سے دریافت کیا۔ انہوں نے بھی حضرت مولانا کا خلیفہ ہونا پسند کیا .... پھر خواجہ کمال (الدین) صاحب جماعت کی طرف سے حضرت (سیدہ اماں جان .....) کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے کہا میں کسی کی محتاج نہیں اور نہ محتاج رہنا چاہتی ہوں۔ جس پر قوم کا اطمینان ہے' اس کو خلیفہ کیا جائے اور حضرت مولانا کی سب کے دل میں عزت ہے۔ وہی خلیفہ ہونا چاہیئے۔" (بحوالہ حیات نور صفحہ ۳۲۸)

حضرت مولوی محمد احسن صاحب نے سب سے پہلے حضرت مولوی صاحب کو کہا تھا کہ آپ صدیق

......ہیں قادیان پہنچ کر آپ نے حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں ایک خط بھی لکھا جس میں حضرت مولوی صاحب .....کی خدمات دینیہ، حضرت اقدسؑ اور جماعت کے ساتھ آپ کا اخلاص اور روحانی مقام کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو صدیق ثانی قرار دیا۔" (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی.....لکھتے ہیں کہ

"اس اتفاق (جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ ناقل) کے بعد انہی اصحاب (یعنی سرکردہ احباب غیر مبائعین۔ ناقل) نے معہ دیگر اکابر صحابہ و بزرگان جماعت سیدنا حضرت مولوی نورالدین صاحب ....کے حضور درخواست کی۔ جو باغ سے شہر تشریف لائے ہوئے تھے۔ مگر حضرت ممدوح نے کچھ سوچ اور تردد کے بعد فرمایا کہ میں دعا کے بعد جواب دوں گا۔ چنانچہ وہیں پانی منگوایا گیا۔ حضرت نے وضو کر کے دو نفل نماز ادا کی اور دعاؤں کے بعد فارغ ہو کر فرمایا: 'چلو ہم سب وہیں چلیں جہاں ہمارے آقا کا جسد اطہر اور ہمارے بھائی انتظار میں ہیں'۔"

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اول پر اتفاق و اجماع

چنانچہ یہ مجلس برخواست ہو کر پھر باغ پہنچی تو سب سے پہلے تمام حاضر الوقت احباب کے اتفاق سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر اخبار بدر نے کھڑے ہو کر حضرت مولانا کی خدمت میں مندرجہ ذیل تحریر بطور درخواست پڑھ کر سنائی۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمدللہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین محمدِ المصطفیٰ و علی المسیح الموعود و خاتم الاولیاء۔

امابعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیاں جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں، اس امر پر صدق دل سے مطمئن ہیں کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقیٰ ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوۂ حسنہ قرار فرما چکے ہیں جیسا کہ آپ کے شعر

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ امت نورِ دیں بودے

ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

سے ظاہر ہے' کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا"

نوٹ: اس درخواست کے نیچے بہت سے احباب نے دستخط کئے۔ جن میں سے متعدد نام بدر ۲۔جون ۱۹۰۸ء میں درج ہیں۔

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب...... کی پہلی تقریر

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ...... جب یہ تحریر پڑھ کر سنا چکے تو حضرت مولوی صاحب ...... کھڑے ہوئے اور تشہد اور تعوذ کے بعد آیت ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر وینھون عن المنکر کی تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد ایک دردانگیز تقریر فرمائی جس میں فرمایا کہ:۔

"میری پچھلی زندگی پر غور کرو۔ میں کبھی امام بننے کا خواہش مند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم امام الصلوٰۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے میں دنیا میں ظاہرداری کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں اور قادیان بھی اسی لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اسی فکر میں کئی دن گذارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں تین آدمی موجود ہیں۔ اول میاں محمود احمد' وہ میرا بھائی بھی ہے اور بیٹا بھی۔ اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قرابت کے لحاظ سے میر ناصر نواب صاحب ہمارے اور حضرت کے ادب کا مقام ہیں۔ تیسرے قریبی نواب محمد علی خاں صاحب ہیں۔ اسی طرح خدمت گذاران دین میں سے سید محمد احسن صاحب نہایت اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے ہیں۔ سید بھی ہیں۔ خدمات دین میں بھی ایسے ایسے کام کئے ہیں کہ میرے جیسا انسان شرمندہ ہو جاتا ہے۔ آپ نے ضعیف العمری میں بہت سی تصانیف حضرت کی تائید میں کیں۔ یہ ایسی خدمت ہے جو انہیں کا حصہ ہے۔ بعد اس کے مولوی محمد علی صاحب ہیں

جو ایسی خدمات کرتے ہیں جو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتیں۔ یہ سب لوگ موجود ہیں۔ باہر کے لوگوں میں سے سید حامد شاہ اور مولوی غلام حسن ہیں اور بھی کئی اصحاب ہیں۔

یہ ایک بڑا بوجھ ہے۔ خطرناک بوجھ ہے۔ اس کا اٹھانا مامور کا کام ہو سکتا ہے کیونکہ اس سے خدا کے عجیب در عجیب وعدے ہوتے ہیں جو ایسے دکھوں کے لئے جو پیٹھ توڑ دیں عصا بن جاتے ہیں۔ اس وقت مردوں اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں۔ اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کر لو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں خود ضعیف ہوں۔ بیمار رہتا ہوں۔ پھر طبیعت مناسب نہیں۔ اتنا بڑا کام آسان نہیں .... میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جن عمائد کا نام لیا ہے۔ ان میں سے کوئی منتخب کر لو۔ تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔ اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو۔ تو سن لو کہ بیعت بک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارتاً فرمایا۔ کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ .... اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں۔ تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔

وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں۔ ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور (ترکیہ اموال) کا انتظام کرنے' واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے' شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشا کے مطابق کرنا ہوگی۔ اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں۔ جس نے فرمایا۔ ولتکن منکم امۃٌ یدعون الی الخیر۔

یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں۔ جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی۔ فقط۔"

(بدر قادیان ۲ جون ۱۹۰۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی بیعت

"حضرت مولوی صاحب...... کی یہ تقریر سن کر تمام حاضرین نے یک زباں ہو کر کہا کہ آپ ہماری بیعت کر لیں۔ ہم اپ کے احکام مانیں گے۔ آپ ہمارے امیر ہیں اور ہمارے مسیح کے جانشین۔ اس کے بعد تمام حاضرین نے جن میں سے کافی دوست انبالہ۔ جالندھر۔ امرتسر۔ لاہور۔ گوجرانوالہ۔ وزیر آباد۔ جموں۔ گجرات۔ بٹالہ۔ گورداسپور وغیرہ مقامات سے بھی آئے ہوئے تھے اور جن کی تعداد بارہ سو تھی۔ حضرت مولوی صاحب ......کو خلیفۃ المسیح الاول تسلیم کر کے آپ کی بیعت کی۔ بیعت کا نظارہ بھی عجیب تھا۔ تمام لوگ جو مسیح موعودؑ کی وفات کے صدمہ سے چور چور ہو رہے تھے۔ پُرنم آنکھوں کے ساتھ دعاؤں میں مصروف تھے۔ اور ہر شخص زبان حال سے یہ کہہ رہا تھا کہ خدا کرے جلد از جلد تمام جماعت خلافتِ حقہ پر متفق و متحد ہو کر سلک وحدت میں پروئی جائے۔" (الفضل ۲۳ فروری ۱۹۵۸ء صفحہ ۲)

حضرت اقدسؑ کے جسد اطہر کی تدفین

سیدنا حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول ...... جب قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اول قرار پائے اور آپ کی ہر خاص و عام نے بیعت کر لی تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی نماز جنازہ پڑھی گئی حضرت خلیفۃ المسیح الاول ....نے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب ....کے باغ میں کنوئیں کے قریب نماز جنازہ پڑھائی۔ اور سب نے حضرت اقدسؑ کے مبارک چہرہ کی زیارت کی اور ۶ بجے شام آپ کے جسد مبارک کی اشکبار آنکھوں سے تدفین عمل میں آئی۔

بیعت کے دوسرے روز جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی خلافت کے انتخاب اور بیعت کا اعلان شائع کیا۔

(الحکم ۲۔ مئی ۱۹۰۸ء و بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اتحادِ وحدت وہ روئیداد ہے جس کی بشارت رسالہ الوصیت میں دی گئی تھی اور جس کا بنیادی مقصد قیام توحید، تمکنت دین اور امن و سلامتی کا ظہور تھا۔ اور یہی وہ مبارک نظام ہے جس کے متعلق آپؑ کو یہ خبر دی گئی تھی کہ:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔...."

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶۔۳۰۷)

تضمین

''امن است در مکان محبت سرائے ما''

چاروں طرف جہان میں اک حشر ہے بپا ہر لمحہ لا رہا ہے نئی سے نئی بلا
بیتاب ہے بشر کہ ملے امن کی فضا مژدہ کہ ایک سمت سے آئی ہے یہ صدا
امن است درمکانِ محبت سرائے ما
شمس و قمر نے خفتہ جہاں کو جگا دیا وقتِ ظہور جلوۂ جاناں بتا دیا
تاروں نے آسمان سے گر کر دکھا دیا منزل کہاں ہے کونسی اس کی رہ ہدیٰ
امن است درمکانِ محبت سرائے ما
دانشوران غرب کے بس کی نہیں یہ بات دنیا کو اب دکھا سکیں کوئی رہ نجات
ڈھونڈو اسی کو قادر مطلق ہے جس کی ذات مشرق سے آ رہی ہے یہ آواز دلربا
امن است در مکانِ محبت سرائے ما
انسان آج اپنے کئے پر ہے شرمسار خود کو وہ پا رہا ہے تباہی سے ہمکنار
مل جائے کاش اس کو حفاظت کا وہ حصار شبیؔر جس کا حافظ و ناصر ہے خود خدا
امن است درمکانِ محبت سرائے ما

چوہدری شبیؔر احمد

آیئے رسومات کے خلاف جہاد کریں

مرسلہ: قیادت تربیت مجلس انصار اللہ پاکستان

قرآن کریم یہ تعلیم دیتا ہے:

مومن لغو کاموں سے اعراض کرتے ہیں اور جب وہ خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی سے کام نہیں لیتے

اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کا ایک اہم مقصد یہ بیان فرمایا ہے :-

اور ان (بد رسوم) کے بوجھ جو ان پر لدے ہوئے تھے اور بدعات کے طوق جو ان کے گلوں میں پڑے ہوئے تھے ان سے دور کرتا ہے۔ (الاعراف:۱۵۸)

اس دور میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ بھی یہی مقصد لے کر تشریف لائے اور ایک ایسی جماعت کی بنیاد رکھی جس کا مقصد یہ تھا کہ معاشرے میں لغو اور غیر شرعی رسوم جو زور پکڑ رہی ہیں، ان کے چنگل سے عوام الناس کو نجات دلا کر ایک سچے اور حقیقی صالح معاشرہ کا قیام عمل میں لایا جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے بیعت کنند گان کے لئے جو دس شرائط مقرر فرمائیں ان میں سے ایک بنیادی شرط یہ تھی کہ:-

"بیعت کرنیوالا اتباع رسم و متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا"

(اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

سیدنا حضرت مصلح موعود...... جنہوں نے تحریک جدید کی بنیاد رکھی تھی فرماتے ہیں:

"تحریک جدید کے ...... مطالبات کا مقصد محض یہ تھا کہ جماعت اپنے حالات کے مطابق خرچ کرنے کی عادت ڈالے اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہے۔ اسی طرح امراء اور غرباء میں جو تفاوت پایا جاتا ہے۔ وہ روز بروز کم ہوتا جاوے۔"

(مطالبات تحریک جدید صفحہ ۱۷۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:-

"احمدی گھرانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام رسوم کو جڑ سے اکھیڑ کر اپنے گھروں سے باہر پھینک دیں۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ جون ۱۹۶۷ء)

آج کل یہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ سالگرہ منانے اور بعض دیگر مواقع پر فضول خرچی کا رواج بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ رسوم قطعی طور پر دین کے منافی اور لغو کاموں میں شمار ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں خلفاء سلسلہ

کے ارشادات ہمارے لیے رہنما اصول ہیں:-

شادی بیاہ کے موقع پر رسومات کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

"برادری میں بھاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور کھانا یہ دونوں باتیں عندالشرع حرام ہیں اور آتش بازی چلانا اور کنجروں اور ڈوموں کو دینا یہ سب حرام مطلق ہیں"

(ملفوظات جلد نہم ۴۶)

جہاں تک حق مہر کا تعلق ہے حضرت مصلح موعود..... کے ارشاد کے مطابق چھ ماہ سے ایک سال کی آمد بطور مہر تجویز کرنا چاہیئے (الفضل ۱۲۔ دسمبر ۱۹۶۴)

زیور اور پیڑے کا مطالبہ:

اس سلسلے میں حضرت مصلح موعود...... فرماتے ہیں:

"لڑکی والوں کی طرف سے زیور اور کپڑے کا مطالبہ ہونا بے حیائی ہے"

(الفضل ۱۷۔ اپریل ۱۹۳۱ء)

حضور مزید فرماتے ہیں:-

"شادی کے موقع پر مہندی اور اس سے متعلقہ رسوم جو رائج ہیں ہمارے نزدیک غیر اسلامی ہیں" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۴ء)

سہرا کے متعلق فرماتے ہیں:-

"سہرے کا طریق بدعت ہے۔ انسان کو گھوڑا بنانے والی بات ہے۔"

(الفضل ۴ جنوری ۴۶ء)

شادی کے مواقع پر گلے میں نوٹوں کے ہار ڈالنے والے اور دولہا کا سربالا بنانے کے متعلق حضرت مصلح موعود....... فرماتے ہیں:

"ایک لغو فعل اور بدعت ہے"

جہیز اور بری کی نمائش کے متعلق حضرت مصلح موعود..... فرماتے ہیں:-

جہیز کی نمائش سے بچنا چاہیئے۔ جو کچھ دیا جاتا ہے بکسوں میں بند کر کے دیا جائے....... نہ صرف جہیز بلکہ بری (کی نمائش) بھی بری چیز ہے۔ لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کی خواہش اور اس کا مطالبہ نہایت قبیح حرکات ہیں۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۲ء صفحہ ۲۴)

"اسی طرح احباب جماعت کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ پیسے پھینکنا، دولہا کو طلائی انگوٹھی پہنانا،

دودھ کی پلائی طلب کرنا، جوتا چھپانا سب غیر اسلامی اور بد رسوم ہیں۔"

جوڑے دینے کے بارے میں مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے فرمایا:۔

"شادیوں کے وقت سسرال والوں کو جوڑے دینے وغیرہ سے اجتناب کرنا چاہیے۔ جہیز کی نمائش نہ کی جائے اور شادی کے موقع پر لڑکی کے سسرال کو جوڑے نہ دیئے جائیں۔"

مقامی براتیوں کو کھانا دینے کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

> "لڑکی کے رخصتانہ کی تقریب کے موقع پر موسم کے لحاظ سے سوائے ایک ٹھنڈا یا گرم مشروب کے اور چیز پیش کرنا منع ہے۔ البتہ باہر سے آنے والے براتیوں اور مہمانوں کو کھانا پیش کیا جا سکتا ہے۔"

شادی بیاہ کے موقع پر بے پردگی کا احتمال بھی ہوتا ہے اس سلسلے میں سیدنا حضرت مصلح موعود...... فرماتے ہیں:۔

"دولہا سے بھی غیر محرم مستورات پردہ کریں اور اس سے ہنسی مذاق نہ کریں"

الغرض جس قدر ممکن ہو غیر ضروری اخراجات اور بدعات اور رسومات سے سب کو بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ شادی سے قبل فریقین کے بارے میں یہ تسلی کر لینی چاہیئے کہ خلاف تعلیم سلسلہ کوئی رسم نہ ہوگی۔

جہاں تک سالگرہ منانے کا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں حضور انور کے پروگرام ملاقات میں ایک دوست نے سوال کیا کہ سالگرہ کی تقریب کو اگر اس نیت سے کہ کسی آنیوالے پر بوجھ ڈالے بغیر صرف بچے کی خوشی اور آپس میں محبت بڑھانے کے لیے منایا جائے تو کیا یہ بھی لغویات میں آئے گا؟

اس کے جواب میں حضور انور نے ایک تفصیلی جواب ارشاد فرمایا:

> "یہ بہانے ہیں مختلف، جو نفس پیش کرتا رہتا ہے۔ اور قرآن کریم میں آتا ہے کہ نفس تمہارے لیے تمہاری چیزیں خوبصورت کر کے دکھاتا ہے۔ جس کی یہ ایک مثال ہے۔ جب ایک رسم کو بطور رسم کے ترک کرنا ہو تو پھر انفرادی بحث کی ضرورت نہیں کہ کس کی نیت کیا ہے۔ شراب جب منع ہوئی ہے۔ تو اس لیے منع نہیں ہوئی کہ اس کے نتیجے میں انسان بہک جاتا تھا۔ اور صاف ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں انسان بعض اوقات نمازوں کے بھی حقوق ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن آج کوئی یہ عذر تو نہیں رکھ سکتا کہ میں تو بہت تھوڑی پیوں گا اور بالکل نہیں بہکوں گا۔ اس لیے مجھے اس کا نقصان نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اس کے فوائد بھی ہیں تو میں کیوں نہ فوائد سے استفادہ کروں۔ اور نقصان سے

بچا رہوں۔ یہ محض نفس کے بہانے ہیں۔ جب ایک عمومی حکم جاری کیا جاتا ہے۔ تو سب کو اس سے بچنا چاہیے۔ ورنہ یہ اس میں پھر سر اٹھائیں گی آگے بڑھیں گی اور پھیل جائیں گی تو پھر ان کے بد پہلو نمایاں ہوتے جائیں گے۔ اصل میں میں نے جو بات سمجھائی تھی وہ پتہ نہیں ان کو کیوں نہیں سمجھ آ رہی۔ میں نے کہا تھا کہ اگر آنحضورؐ کی پیدائش کا دن آپ نے نہ منایا نہ آپؐ کے صحابہؓ نے نہ آپ کی بیگمات نے نہ خلفاء کی پیدائش کا دن منایا گیا تو آپ یہ ایک عذر رکھ سکتے ہیں۔ کہ شاید اصل تو یہ غلط ہے۔ کیوں کہ اسلام تو سارے زمانوں کا مذہب ہے۔ اس زمانے میں تو یہ باتیں تھیں ہی نہیں پھر یہ زمانہ آگیا جس میں حضرت مسیح موعودؑ بطور مہدی کے تشریف لائے۔ سنت حضرت محمد مصطفیٰؐ کو زندہ کر کے دکھا دیا اور اب تو وہ زمانہ تھا جب کہ یہ رسمیں بنائی جا رہی تھیں آپ کی کیوں کوئی برتھ ڈے نہیں منائی گئی۔ کیوں خلفاء میں سے کسی کی برتھ ڈے نہیں منائی گئی مجھے تو یاد بھی نہیں ہوتا کہ آج برتھ ڈے ہے۔ مجھے کسی کا فون آجائے اتفاق سے تو پتہ چلتا ہے تو یہ فضول باتیں ہیں۔ خوشیوں کے اور بھی طریقے ہیں۔ آمین منانے کا یہ کتنا اچھا طریقہ رائج ہوا۔ یہ سنت حسنہ ہے جو (دین) میں داخل ہوئی ہے۔ اس سنت حسنہ سے فائدہ اٹھائیں۔ بچوں میں قرآن کریم کا شوق ہوگا۔ اور وہ سج دھج کے تیار ہو کے قرآن پڑھنے آئیں گے۔ تلاوت کریں تو آپ کے سارے شوق اچھی طرح پورے ہو سکتے ہیں۔ اس لیے فضول باتوں کے لئے فضول بہانے نہ بنائیں۔" (پروگرام ملاقات اردو ۶ مئی ۱۹۹۴)

پس آج اس امر کی ضرورت ہے کہ اگر ہم خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی خوشنودی چاہتے ہیں تو ہمیں ان بد رسومات کے خلاف بھرپور جہاد کرنا ہوگا۔

آیئے اپنے اردگرد کے ماحول میں نظر دوڑائیں اور ان رسومات سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچنے کی تلقین کریں۔ اگر ہم صحیح معنوں میں تعلیمات پر عمل پیرا ہوں تو یقیناً ہمارا معاشرہ پرسکون اور تکلفات سے پاک بن سکتا ہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاول) کا بلند مقام

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ سے تعلق اور اخلاص و فدائیت کا اظہار

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا:

"......ولما جاءنی ولاقانی ووقع نظری علیہ رائیتۂ آیۃً من آیات ربی وایقنت انہ دعائی الذی کنت ادوام علیہ و اشرب حسی و نبانی حدسی انہ من عباداللّٰہ الصالحین....." (آئینہ کمالات اسلام)

انیسویں صدی عیسوی اور تیرھویں صدی ہجری کے اواخر میں دین حق کی نشأۃ کا آغاز ہو چکا تھا۔ اور ایسے تغیرات سماویہ رونما ہو رہے تھے جن سے تقدیر الٰہی کا منشایہی نظر آرہا تھا کہ اب پھر سے دین متین کو وہی شان و شوکت نصیب ہو گی جو قرونِ اولیٰ میں اسے حاصل ہوئی تھی۔

اسی دور میں ہندوستان کے ایک دور افتادہ گاؤں قادیان میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (بانی سلسلہ احمدیہ) علیہ السلام نے دین حق کی نشأۃ ثانیہ کے مقدس فرض کا آغاز فرمایا اور نہایت موثر ذرائع سے جدوجہد شروع کر دی۔ آپ نے اللہ کے دین، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرقان مجید کی عظمت اور شان کو دلائل و براہین سے ظاہر فرمایا جس سے عالم افکار میں ایک زلزلہ سا برپا ہو گیا۔

جب آپؑ نے اس مقدس فریضہ کا بیڑا اٹھایا تو انہی مہ و سال کی بات ہے کہ حضرت اقدسؑ کی دلی تڑپ اور دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت عطا کیا اور آپؑ کو حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب جیسا پاکیزہ وجود عطا فرمایا جو اپنے مقام توکل للّٰہیت، ایثار اور تبحر علمی میں بڑی شہرت رکھتے تھے اور اسی پس منظر میں درج ذیل دلکش تحریرات دی جا رہی ہیں۔ جن سے حضرت اقدسؑ کے ساتھ حضرت حکیم الملت کی محبت اور اخلاص و فدائیت کا اظہار ہوتا ہے۔

حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب کا اظہار عقیدت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب "کرامات الصادقین" کے آخر میں اپنی اسی تڑپ کا اظہار فرمایا ہے۔ یہ تحریر عربی زبان میں ہے جس کا

ترجمہ دیا جا رہا ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ رب العٰلمین۔ الرحمٰن الرحیم۔ مٰلک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علٰی سیّدِ وُلدِ اٰدم سیّد الرسل والانبیاء اصفی الاصفیاء محمد خاتم النبین واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین

امابعد خدائے قوی وامین کا محتاج اور ضعیف بندہ نورالدین (خدا اسے آفات سے بچا کر اپنے مامون بندوں کے زمرہ میں داخل فرمائے اور اس کے نام کی طرح اسے واقعی نورالدین بنائے) عرض کرتا ہے کہ میں نے جب سے اس زمانہ کے لوگوں کی خرابیوں کا مشاہدہ کیا۔ اور مذاہب اور اہل مذاہب میں تغیرات دیکھے تب سے میں شوق رکھتا تھا اور دعا کیا کرتا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ ایسا شخص دکھائے جو دین...... کی تجدید کرے اور معاندین اور شیاطین پر روحانی سنگباری کرے میں اس خواہش کے پورا ہونے کا دلی امیدوار تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو اصدق القائلین ہے اپنی کتاب مبین میں مومنوں کو بشارت دی تھی۔ وَعَدَ اللّٰہ الّذین اٰمنوا منکم و عملوا الصٰلحٰت لَیَسْتَخْلِفَنَّھم فی الارض کما اسْتخلف الذین من قبلھم۔ الخ

نیز اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ارشاد فرمایا۔ ماینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحی یوحٰی۔ آپ نہایت صادق اور نہایت امین تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے سر پر ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے دین کی تجدید کریگا۔ پس میں خدا تعالیٰ کی اس رحمت کے انتظار کرنے والوں میں سے تھا۔ اور اسی مقصد کی خاطر میں نے حق و یقین کے انوار کے مہبط یعنی بیت اللہ الحرام کا قصد کیا۔ میں جنگلوں کو عبور کرتا تھا اور صحراؤں میں سے گذرتا تھا اور ربانی بندوں میں سے اس بندے کو تلاش کر رہا تھا۔

میں نے مکہ مکرمہ میں جو مبارک جگہ ہے اپنے شیخ حضرت حسین المہاجر جو نہایت متقی اور زاہد تھے کے چہرہ پر نظر ڈالی۔ ایسا ہی اپنے بزرگ شیخ محمد الخزرجی الانصاری کو دیکھا اور مدینہ منورہ میں مجھے اپنے بزرگ شیخ اور سردار و آقا الشیخ عبدالغنی المجددی الاحمدی سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ یہ سب بزرگ میرے گمان کے مطابق متقی اور ابرار تھے اللہ تعالیٰ ------- ان کو جزائے خیر دے۔ (اے رب العالمین! تو ایسا ہی کر)

یہ سب بزرگ شیوخ رحمہم اللہ تقویٰ اور علم کے بلند مقام پر قائم تھے۔ لیکن دین اسلام کے

دشمنوں کے مقابلہ پر کھڑے نہ تھے اور نہ ہی دشمنان اسلام کے شبہات کا ازالہ و استیصال کرنے والے تھے بلکہ وہ اپنے زاویوں میں عبادت میں منہمک رہتے تھے۔ اور علیحدگی میں اپنے رب کی مناجات میں مشغول۔

میں نے علماء میں کسی شخص کو عیسائیوں، آریوں، برہموؤں، دہریوں، فلسفیوں، معتزلہ اور ایسے ہی دیگر گمراہ کرنے والے فرقوں کی تبلیغ کی طرف متوجہ نہ دیکھا۔ بلکہ میں نے دیکھا کہ ہندوستان میں نو لاکھ سے زائد طلبا نے علوم دینیہ کو ترک کر دیا ہے اور ان کی بجائے انگریزی علوم اور یورپین زبانوں کو اختیار کر لیا ہے اور انہوں نے مومنوں کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کو اپنا دلی دوست اور رازدار بنا لیا ہے۔

چھ کروڑ سے زائد رسالے اور کتابیں اسلام اور مسلمانوں کے مقابلہ میں شائع ہو چکی ہیں۔ اس مصیبت کے باوجود ہم اس زمانے کے مشائخ اور ان کے پیروؤں کو یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ دین اسلام کی دعوت دینا اور مخالفین اسلام سے مناظرات کرنا اہل کمال اور اصحاب یقین کے دستور کے خلاف ہے اور ہمارے علماء الا ماشاء اللہ ان حالات کو جانتے تک نہیں جن سے دین اور اہل دین گذر رہے ہیں اور متکلمین کی تحقیق کی انتہا یہ ہے کہ وہ مسئلہ امکان کذب الباری اور اس کے امتناع پر اپنے اوقات صرف کر رہے ہیں۔ کافروں کا منہ بند کرنے کے لئے اور معاندوں کی تدبیروں کا ازالہ کرنے کے لئے نہیں۔

اس شکوہ کے ساتھ ہم اپنے استاد اور شیخ جلیل رحمت اللہ الہندی المکی اور ڈاکٹر وزیر خاں رحمہم اللہ تعالیٰ اور امام ابوالمنصور دہلوی اور نہایت ذہین اور ہوشیار سید محمد علی کانپوری اور علامہ مصنف "تنزیہہ القرآن" اور ان جیسے دوسرے لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی کوشش کو نوازے۔ وھو خیر الشاکرین۔

لیکن ان تمام لوگوں کا جہاد مخالفین اسلام کی ایک شاخ کے ساتھ تھا اور وہ بھی آسمانی نشانوں اور الٰہی بشارات کے ساتھ نہ تھا۔ مجھے ایسے کامل مرد کے دیکھنے کا انتہائی شوق تھا جو یگانہ روزگار ہو اور میدان میں تائید دین اور مخالفین کا منہ بند کرنے کے لئے سینہ سپر ہو کر کھڑا ہونیوالا ہو۔ پس جب میں اپنے وطن کی طرف لوٹا تو میں نہایت پریشان اور حیران تھا۔ دن کے اوقات سفر میں بسر کرتا اور مجھے نہایت طلب اور جستجو تھی اور میں صادقوں کی ندا کا منتظر تھا۔ اسی اثنا میں مجھے حضرت السید الاصل اور بہت ہی بڑے علامہ اس صدی کے مجدد مہدی الزمان مسیح دوران اور مؤلف براہین احمدیہ کی طرف سے خوشخبری ملی۔ میں ان کے پاس پہنچا تا حقیقت حال کا مشاہدہ کروں۔ میں نے فوراً بھانپ لیا کہ یہی موعود حکم وعدل ہے اور یہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تجدید دین کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ میں نے فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور لبیک کہا۔ اور اس عظیم

الشان احسان پر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گیا۔ اے ارحم الراحمین خدا! تیری حمد' تیرا شکر اور تیرا احسان ہے۔ پھر میں نے مہدی الزمان کی محبت کو اختیار کر لیا اور آپ کی بیعت صدق دل سے کی یہاں تک کہ مجھے آپ کی مہربانی اور لطف و کرم نے ڈھانپ لیا اور میں دل کی گہرائیوں سے ان سے محبت کرنے لگا۔ میں نے انہیں اپنی جائیداد اور اپنے سارے اموال پر ترجیح دی بلکہ اپنی جان' اپنے اہل و عیال اور والدین اور اپنے سب عزیز و اقارب پر انہیں مقدم جانا۔ ان کے علم و عرفان نے میرے دل کو دالہ و شیدا بنا لیا۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے لئے ان کی ملاقات مقدر فرمائی۔ اور یہ میری خوش بختی ہے کہ میں نے انہیں باقی سب لوگوں پر ترجیح دی اور میں ان کی خدمت کے لئے اس جاں نثار کی طرح کمربستہ ہو گیا جو کسی میدان میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا۔ پس اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ پر احسانِ فرمایا اور وہ بہتر احسان کرنیوالا ہے۔" (روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۱)

آپ نے حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعریف میں پچیس اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ لکھا۔ جس کے پہلے دو اشعار یہ ہیں:۔

"فواللّٰہ مذ لاقیتہ زادنی الھدیٰ   وعرفت من تفھیم احمد احمدا

وکم من عویص مشکل غیر واضح   انار علي فصرت منہ مسھّدا

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۱۵۱-۱۵۲)

ترجمہ: بخدا جب سے میں نے حضرت اقدسؑ سے ملاقات کی ہے آپ کے فیض کی برکت سے میں نے رشد و ہدایت میں بہت ترقی حاصل کی ہے اور اس احمد (یعنی مسیح موعود) کو پہچان کر مجھے اس احمد (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان کا پتہ لگا اور قرآن شریف کے کئی مشکل مقامات تھے جو مجھ پر واضح نہ تھے لیکن آپ نے مجھ پر ان کو روشن کر دیا اور اس وجہ سے میں روحانی طور پر بیدار ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود کی دعا اور اس کی قبولیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی کسی ایسے ہی معین و مددگار کی ضرورت تھی جو عظیم دینی خدمت کا بوجھ اٹھائے آپ کو ایک فاروق کی بشارت بھی مل چکی تھی جو حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب کے وجود میں پوری ہوئی۔ آپ اپنی مشہور کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں اپنی دعا اور اس کی قبولیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(ترجمہ) "جب سے میں اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے مامور کیا گیا ہوں اور حی و قیوم کی طرف سے زندہ کیا گیا ہوں دین کے چیدہ مددگاروں کی طرف شوق کرتا رہا ہوں اور وہ شوق اس شوق سے بڑھ کر ہے جو

ایک پیاسے کو پانی کی طرف ہوتا ہے اور میں رات دن خدا تعالیٰ کے حضور چلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اے میرے رب! میرا کون ناصر و مددگار ہے۔ میں تنہا اور ذلیل ہوں پس جبکہ دعا کا ہاتھ پے در پے اٹھا اور آسمان کی فضا میری دعا سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دعا کو قبول کیا اور رب العالمین کی رحمت نے جوش مارا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا جو میرے مددگاروں کی آنکھ ہے اور میرے ان مخلص دوستوں کا خلاصہ ہے جو دین کے بارے میں میرے دوست ہیں۔ اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نور الدین ہے۔ وہ جائے ولادت کے لحاظ سے بھیروی اور نسب کے لحاظ سے قریشی ہاشمی ہے جو کہ (دین) کے سرداروں میں سے اور شریف الدین کی اولاد میں سے ہے۔ پس مجھ کو اس کے ملنے سے ایسی خوشی ہوئی کہ گویا کوئی جدا شدہ عضو مل گیا اور ایسا سرور ہوا جس طرح کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملنے سے خوش ہوئے تھے۔"

"اور جب وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے ملا اور میری نظر اس پر پڑی تو میں نے اس کو دیکھا کہ وہ میرے رب کی آیات میں سے ایک آیت ہے۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ میری اسی دعا کا نتیجہ ہے جس پر میں مداومت کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتا دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۸۱-۵۸۳)

حضرت اقدسؑ سے حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کی ملاقات

حضرت اقدسؑ نے جب پہلی مرتبہ ۱۸۸۴ء میں مخالفین کے لئے نشان نمائی کی دعوت کا ایک اشتہار شائع فرمایا تو اتفاقاً وہ اشتہار آپ کو ریاست کے وزیر اعظم کی وساطت سے مل گیا۔ آپ نے اس کی روئیداد یوں بیان فرمائی ہے:۔

"حضرت مرزا صاحب کا خیال مجھے پہلے پہلے اس بات سے پیدا ہوا کہ ایک بڑی انگریزی تعلیمیافتہ اور بہت بڑا عہدیدار شخص جو مسلمان کہلاتا تھا۔ میرا اس سے حضرت نبی کریمؐ کی نبوت کے معاملہ میں مباحثہ ہوا۔ کیونکہ وہ ایسے دعاوی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا آخر کار دوران گفتگو میں اس نے تسلیم کیا کہ میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبین یقین کرتا ہوں لہٰذا اس معاملہ میں میں اب بحث نہیں کرتا۔ اس پر میں نے اس سے پوچھا۔ بھلا ختم نبوت کی کوئی دلیل تو بیان کرو۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ اس شخص نے اس وقت یہ اقرار صرف پیچھا چھڑانے کی غرض سے کرلیا ہے۔ چنانچہ میرا وہ خیال درست نکلا۔ اور اس نے یہ جواب دیا کہ آنحضرتؐ کی کمال دانائی اور عاقبت اندیشی اس امر سے مجھے معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے ختم نبوت کا دعویٰ کیا کیونکہ آپ زمانہ کی حالت سے یہ یقین کر چکے تھے کہ لوگوں کی عقلیں اب بہت بڑھ گئی ہیں اور کہ

آئندہ ایسا زمانہ اب نہیں آئے گا کہ لوگ کسی کو مرسل یا مہبط وحی مان سکیں۔ اسی بنا پر آپ نے (نعوذ باللہ) دعویٰ کر دیا کہ میں ہی خاتم النبیین ہوں اور یہی وجہ ہے کہ میں آپ کو بڑے اعلیٰ درجہ کا دانا اور عاقبت اندیش انسان مانتا ہوں۔ میں نے اس دلیل کو سن کر بہت ہی رنج کیا اور میرے دل کو سخت صدمہ اور دکھ پہنچا کہ یہ شخص بڑا ہی محجوب ہے اور بیباک ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ اولیائے کرام کے حالات سے بھی نابلد محض ہے۔ اب چونکہ ایک طرف تو اس سے مباحثہ ہوا تھا اور اس کا صدمہ دل پر ابھی باقی تھا۔ دوسری طرف وہیں کے پرائم منسٹر نے مجھے حضرت اقدس کا پہلا اشتہار دیا جس میں اس سوفسطائی کا ظاہر اور بیّن جواب تھا جونہی کہ پرائم منسٹر نے مجھے وہ اشتہار دیا میں فوراً اسے لے کر اس عہدیدار کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ دیکھو تمہاری وہ دلیل کیسی غلط اور ظنی ہے۔ اس وقت بھی ایک شخص نبوت کا مدعی موجود ہے اور وہ کہتا ہے خدا مجھ سے کلام کرتا ہے۔ یہ سن کر وہ سخت گھبرایا اور متحیر ہو کر بولا اچھا دیکھا جاوے گا۔ میں تو چونکہ مجھے ایک تازہ چوٹ لگی تھی فوراً اس اشتہار کے مطابق اس امر کی تحقیق کے واسطے قادیان کی طرف چل پڑا۔ اور روانگی سے پہلے اور دوران سفر میں اور پھر قادیان کے قریب پہنچ کر قادیان کو دیکھتے ہی نہایت اضطراب اور کپکپا دینے والے دل سے دعائیں کیں۔ جب میں قادیان پہنچا تو جہاں میرا یکہ ٹھہرا۔ وہاں ایک بڑا محراب دار دروازہ نظر آیا جس کے اندر چارپائی پر ایک بڑا ذی وجاہت آدمی بیٹھا نظر آیا۔ میں نے یکہ بان سے پوچھا کہ مرزا صاحب کا مکان کونسا ہے؟ جس کے جواب میں اس نے اس رشائل مشبہ داڑھی والے کی طرف جو اس چارپائی پر بیٹھا تھا' اشارہ کیا کہ یہی مرزا صاحب ہیں۔ مگر خدا کی شان! اس کی شکل دیکھتے ہی میرے دل میں ایسا انقباض پیدا ہوا کہ میں نے یکے والے سے کہا کہ ذرا ٹھہرو میں بھی تمہارے ساتھ ہی جاؤں گا اور وہاں میں نے تھوڑی دیر کے واسطے بھی ٹھہرنا گوارا نہ کیا۔ اس شخص کی شکل ہی میرے واسطے ایسی صدمہ دہ تھی کہ جس کو میں ہی سمجھ سکتا ہوں۔ آخر طوعاً و کرہاً میں اس (مرزا امام الدین) کے پاس پہنچا میرا دل ایسا منقبض اور اس کی شکل سے متنفر تھا کہ میں نے السلام علیک تک بھی نہ کہا کیونکہ میرا دل برداشت ہی نہیں کرتا تھا۔ الگ ایک خالی چارپائی پڑی تھی۔ اس پر میں بیٹھ گیا۔ اور دل میں ایسا اضطراب اور تکلیف تھی کہ جس کے بیان کرنے میں وہم ہوتا ہے کہ لوگ مبالغہ نہ سمجھیں۔ بہرحال میں وہاں بیٹھ گیا۔ دل میں سخت متحیر تھا کہ میں یہاں آیا کیوں؟ ایسے اضطراب اور تشویش کی حالت میں اس مرزا نے خود ہی مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے نہایت روکھے الفاظ اور کبیدہ کبیدہ دل سے کہا کہ پہاڑ کی طرف سے آیا ہوں تب اس نے جواب میں کہا آپ کا نام نور الدین ہے؟ اور آپ جموں سے آئے ہیں؟ اور غالباً آپ مرزا صاحب کو ملنے آئے ہوں گے؟ بس یہ لفظ تھا جس نے میرے

دل کو کسقدر ٹھنڈا کیا اور مجھے یقین ہوا کہ یہ شخص جو مجھے بتایا گیا ہے مرزا صاحب نہیں ہیں۔ میرے دل نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ میں اس سے پوچھتا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے کہا ہاں اگر آپ مجھے مرزا صاحب کے مکانات کا پتہ دیں تو بہت ہی اچھا ہو گا۔ اس پر اس نے ایک آدمی مرزا صاحب کی خدمت میں بھیجا اور مجھے بتایا کہ ان کا مکان اس مکان سے باہر ہے۔ اتنے میں حضرت اقدس نے اس آدمی کے ہاتھ لکھ بھیجا کہ نماز عصر کے وقت آپ ملاقات کریں یہ بات معلوم کر کے میں معاً اٹھ کھڑا ہوا۔

چنانچہ آپ اس وقت سیڑھیوں سے اترے۔ تو میں نے دیکھتے ہی دل میں کہا یہی مرزا ہے اور اس پر میں سارا ہی قربان ہو جاؤں۔"

"حضرت اقدس تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ میں ہوا خوری کے واسطے جاتا ہوں کیا آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں گے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں چنانچہ آپ دور تک میرے ساتھ چلے گئے اور مجھے یہ بھی فرمایا کہ امید ہے کہ آپ جلد واپس آجاویں گے۔ حالانکہ میں ملازم تھا اور بیعت وغیرہ کا سلسلہ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ پھر میں آگیا اور ایسا آیا کہ یہیں کا ہو رہا۔ مومن میں ایک فراست ہوتی ہے۔"

"راستے میں میں نے اپنا ایک رؤیا بیان کیا جس میں میں نے نبی کریمؐ کو دیکھا تھا اور عرض کیا تھا کہ کیا حضرت ابو ہریرہؓ کو آپ کی احادیث بہت کثرت سے یاد تھیں؟ اور کیا وہ آپ کی باتوں کو ایک زمانہ بعید تک بھی نہیں بھولا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا کیا کوئی تدبیر ہو سکتی ہے کہ جس سے آپ کی حدیث نہ بھولے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ قرآن شریف کی ایک آیت ہے جو میں تمہیں کان میں بتا دیتا ہوں چنانچہ آپ نے اپنا منہ مبارک میرے کان کی طرف جھکایا اور دوسری طرف معاً ایک شخص نورالدین نام میرے شاگرد نے مجھے بیدار کر دیا۔ اور کہا کہ ظہر کا وقت ہے۔ آپ اٹھیں۔"

"یہ ایک ذوقی بات تھی کہ میں نے مرزا صاحب کے سامنے اسے پیش کیا کہ کیوں وہ معاملہ پورا نہ ہوا؟ اس پر آپ کھڑے ہو گئے اور میری طرف منہ کر کے ذیل کا شعر پڑھا۔

'من ذرہ ز آفتابم ہم از آفتاب گویم نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم'

پھر فرمایا کہ 'جس شخص نے آپ کو جگایا تھا اس کے ہم معنی کوئی آیت قرآن کریم کی ہے اور وہ یہ ہے لا یمسّہٗ الا المطھرون۔ غرض یہ تو ایک پہلا بیج تھا جو میرے دل میں بویا گیا اور حضرت مرزا کی سادگی، جواب اور وسعت اخلاق اور طرز ادا نے میرے دل میں ایک خاص اثر کیا۔"

(الحکم ۲۲ اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۔ ۳، ۷۔ فروری ۱۹۱۰ء صفحہ ۷)

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کے بارہ میں حضرت اقدس کے تحسین آمیز کلمات

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب نے اس پہلی ملاقات میں ہی حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور میری بیعت لے لیں آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر اس معاملہ میں کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ اس پر حضرت مولانا.....نے عرض کیا کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیعت لینے کا حکم آجائے۔ سب سے پہلے میری بیعت لی جائے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ انشاء اللہ آپ ہی کو پہلے بیعت کرنے کا موقعہ دیا جائے گا حضور ہر اہم معاملہ میں حضرت مولانا صاحب......حالات سے مطلع فرماتے رہے اور آپ نے بھی حضور کے انصار میں وہ مقام پیدا کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس امر کی خواہش کی کہ کاش ہر فرد نورالدین کا مقام حاصل کر لیتا حضور فرماتے ہیں:

"چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے ہمیں بودے اگر ہر ایک پر از نور یقیں بودے"

(نشان آسمانی روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۴۰۶)

اسی طرح حضورؑ نے آپ کی تعریف میں لکھا ہے:-

(ترجمہ) "وہ ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۸۶)

(ترجمہ) "میں دیکھتا ہوں کہ اس کے لبوں پر حکمت بہتی ہے اور آسمان کے نور اس کے پاس نازل ہوتے ہیں اور......جب کبھی وہ کتاب اللہ کی تاویل کی طرف توجہ کرتا ہے تو اسرار کے منبع کھولتا ہے اور لطائف کے چشمے بہاتا ہے اور عجیب و غریب معارف ظاہر کرتا ہے جو پردوں کے نیچے ہوتے ہیں۔ دقائق کے ذرات کی تدقیق کرتا ہے اور حقائق کی جڑوں تک پہنچ کر کھلا کھلا نور لاتا ہے عقلمند اس کی تقریر کے وقت اس کے کلام کے اعجاز اور عجیب تاثیر کی وجہ سے تسلیم کے ساتھ اس کی طرف اپنی گردنوں کو لمبا کرتے ہیں۔ حق کو سونے کے ڈلے کی طرح دکھاتا ہے اور مخالفین کے اعتراضات کو جڑھ سے اکھیڑ دیتا ہے .... اور سب حمد اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھ کو یہ دوست ایسے وقت میں بخشا جبکہ اس کی سخت ضرورت تھی۔ سو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کی عمر و صحت و ثروت میں برکت دے ..... خدا تعالیٰ کی قسم میں اس کے کلام میں ایک نئی شان دیکھتا ہوں اور قرآن شریف کے اسرار کھولنے میں اور اس کے کلام اور مفہوم کے سمجھنے میں اس کو سابقین میں سے پاتا ہوں اور میں اس کے علم اور حلم کو دو پہاڑوں کی طرح دیکھتا ہوں جو ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہیں میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے

کونسا دوسرے پر فوقیت لے گیا ہے۔ وہ دین متین کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اے رب! تو اس پر آسمان سے برکتیں نازل کر اور دشمنوں کے شر سے اس کو محفوظ رکھ اور جہاں کہیں وہ ہو تو اس کے ساتھ ہو اور دنیا و آخرت میں اس پر رحم کر اے ارحم الراحمین۔ آمین ثم آمین۔ تمام تعریف اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ وہی دنیا و آخرت میں میرا والی ہے۔ اسی کے کلام نے مجھے بلوایا اور اسی کے ہاتھ نے مجھے ہلایا۔ سو میں نے یہ مسودہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اشارے اور القا سے لکھا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ۔ وہ ہی قادر ہے زمین و آسمان میں اے رب! جو میں نے لکھا ہے محض تیری قوت و طاقت اور تیرے الہام کے اشارے سے لکھا ہے۔ پس تمام تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ اے رب العالمین!" (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۸۷ تا ۵۸۹)

پھر فرماتے ہیں:۔

(ترجمہ) "میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا اعلیٰ درجہ کا صدیق دیا جو راستباز اور جلیل القدر فاضل ہے اور باریک بین اور نکتہ رس۔ اللہ تعالیٰ کے لئے مجاہدہ کرنیوالا۔ اور کمال اخلاص سے اس کے لئے ایسی اعلیٰ درجہ کی محبت رکھنے والا کہ کوئی محب اس سے سبقت نہیں لے گیا۔"

(حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۱۸۱)

اعلیٰ درجہ کے اخلاص و ایثار کا تذکرہ

حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب نے اپنے ایک خط میں تحریر فرمایا:۔

"اما بعد ایک خاکسار بالکل نابکار اور خاکساری کے ساتھ نہایت ہی شرمسار بحضور حضرت مسیح الزمان عرض پرداز۔ اس خادم بااخلاص اور دلی مرید کا جو کچھ ہے بتمامہ آپ ہی کا ہے۔ زن و فرزند و روپیہ۔ آبرو و جان..."

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس اخلاص و محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مولوی حکیم نور دین صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفت ایثار اور للّٰہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردی .... میں عجیب شان رکھتے ہیں۔ کثرت مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا۔ مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولیٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی......."

(نشان آسمانی روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۴۰۶۔۴۰۷)

مبارک وہ جو اَب ایمان لایا

حضرت شاہزادہ عبدالمجید صاحب لدھیانوی

مرتبہ: مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... فرماتے ہیں:۔
"ان لوگوں میں سے جن کو خدا تعالیٰ نے خاص قربانیوں کی توفیق اپنے فضل سے عطا فرمائی ایک ہمارے شہزادہ عبدالمجید صاحب تھے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی (رفقاء) میں سے تھے ...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ان کو پرانا تعلق تھا ...... ایران کے لئے مبارک بات ہے کہ وہاں خدا تعالیٰ نے ایسے شخص کو وفات دی جسے زندگی میں دیکھنے والے ولی اللہ کہتے تھے اور جسے مرنے پر شہادت نصیب ہوئی ......"
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ مارچ ۱۹۲۸ء)

(نوٹ) یہ مضمون حضرت مولانا شیخ یعقوب علی عرفانی ...... ایڈیٹر الحکم قادیان کے تفصیلی مضامین سے ماخوذ ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ

حضرت شاہزادہ عبدالمجید صاحب کابل کے مشہور شاہی درّانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا خاندان ہجرت کر کے لدھیانہ آگیا اور شاہی پناہ گزین کی حیثیت سے آپ کے خاندان کو کئی پشتوں تک گورنمنٹ سے پنشن ملتی رہی۔ آپ نے اگرچہ نازونعمت میں پرورش پائی مگر طبیعت میں شروع ہی سے سادگی اور درویشی غالب رہی۔ آپ درویشوں اور صلحاء کی صحبت کو پسند کرتے تھے۔

گورنمنٹ ہائی سکول لدھیانہ سے رسمی تعلیم حاصل کر کے دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کی صحبت کو اختیار کیا اور تصوف و سلوک کی منزلیں طے کرنے لگے۔ آپ وظائف میں مصروف رہتے جو حضرت صوفی صاحب کے حلقہ درس کا نصاب تھا۔

آپ نے ڈپٹی کمشنر لدھیانہ کے دفتر میں ملازمت اختیار کی۔ جہاں اپنے فرائض ہمیشہ دیانت داری اور محنت سے سرانجام دیتے رہے آپ کی نیکی اور تقویٰ و طہارت کی وجہ سے آپ کا بہت احترام کیا جاتا

اور باوجود مذہبی اختلاف کے افسران بالا پر ان کا ایک خاص اثر تھا۔ خوشامد کو خودداری اور عزت نفس کے خلاف جانتے تھے۔ تکلف اور نمود و نمائش سے پاک درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ فطرتی دیانت، امانت اور قناعت نے آپ کو حرص، لالچ اور طمع دنیا سے بچائے رکھا۔

زیارت حضرت اقدس امام آخر الزمان علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم آپ کو حضرت صوفی احمد جان صاحب کے ذریعہ سے ہوا۔ حضور ؑ کی زیارت اور ملاقات کا ذکر حضرت شاہزادہ عبدالمجید صاحب لدھیانوی نے یوں فرمایا ہے:۔ ....

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سب سے اول بار اس خاکسار کو شہر لدھیانہ محلہ صوفیاں میں نصیب ہوئی۔ جبکہ حضرت ممدوح علیہ السلام مسافرانہ طور پر چند روز کے واسطے شہر مذکور میں فروکش ہوئے تھے۔ ان دنوں کتاب براہین احمدیہ چھپ رہی تھی اور اس کی کاپیاں حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں آتی تھیں حضور کی خدمت میں شہر اور دیہات سے لوگ جوق در جوق آتے اور شہر کے عمائد اور علماء و فضلاء و رؤسا جیسے حضرت منشی احمد جان صاحب صوفی نقشبندی اور مولوی شاہدین اور مولوی محمد حسن رئیس اعظم لدھیانہ اور نواب علی محمد خان صاحب جھجر اور پیر سراج الحق صاحب نعمانی وغیرہ وغیرہ ہر قسم کے طبقے سے خاص و عام باریابی کا اعزاز پاتے اور آمد و رفت کا سلسلہ رات اور دن دونوں اوقات میں جاری رہتا تھا۔ اور یہ عاجز بھی اپنے پیرو مرشد جناب منشی احمد جان صاحب مرحوم و مغفور صوفی نقشبندی کے ہمراہ حضرت اقدس کی زیارت کے واسطے جایا کرتا۔ حضرت قبلہ و کعبہ منشی صاحب موصوف حضرت اقدس کی خدمت میں نہایت اخلاص اور ارادت کے ساتھ بہ زانوئے ادب بیٹھتے اور عقیدت مند مریدوں کی طرح آپ کے کلمات طیبات سنتے اور فیض حاصل کرتے۔“

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس عالی متعالی میں ہر قسم کے دینی مسائل کا تذکرہ ہوا کرتا تھا۔ اور لوگ حقائق و معارف کے خزائن سے مالا مال ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک دن کسی شخص کے سوال پر حضور نے مسئلہ توحید پر گفتگو فرمائی اور برابر چند گھنٹے تک آپ کی تقریر ہوتی رہی۔ از بسکہ حضور علیہ السلام کی اعجاز تقریر میں روحانیت کا دریا بہتا ہوا نظر آتا تھا۔ اور علماء و صوفیائے شہر نے کبھی بھی وہ علوم اور معارف کے نکات نہ کسی کتاب میں پڑھے تھے اور نہ کبھی کسی نے سنے تھے۔ اس واسطے علما و صوفیائے شہر نے حضور سے یہ استدعا کی کہ حضور علیہ السلام ان کو اپنی بیعت میں داخل فرمائیں مگر چونکہ حضور علیہ السلام ان دنوں بیعت لینے پر جناب الٰہی کی طرف سے مامور نہیں تھے اس واسطے حضور نے یہ جواب ارشاد فرمایا کہ لَسْتُ

بمامُوْرٍ یعنی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بیعت لینے پر مامور نہیں ہوں اس جواب کے سننے پر ارادتمندوں کے دلوں پر نہایت اداسی طاری ہوگئی۔ مگر چونکہ حضور کا جواب نہایت معقول تھا۔ اس واسطے باوجود نہایت تڑپ اور اشتیاق کے پھر کسی نے بیعت کی درخواست پر اصرار نہیں کیا۔ اور اس جواب کے بعد حضور علیہ السلام فوراً بھری مجلس میں اٹھ کر باہر سیر کے لئے تشریف لے گئے۔

حضور علیہ السلام کے عاشقین شائقین کی درخواست بیعت پر لست بمامور کا جواب دینا ایک غور طلب امر ہے۔ جس میں ایک طالب حق کی تسلی کے واسطے ایک نہایت پختہ اور روشن دلیل اس امر پر ملتی ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی حب جاہ اور طلب مشیخت کی بو نہ تھی۔ اور جس سے بہ تمام تر صفائی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مخالفین کا یہ خیال کہ حضور نے دنیا حاصل کرنے کے لئے اپنا سلسلہ چلایا سراسر جھوٹ ٹھہرتا ہے۔ .... اس واسطے حضور علیہ السلام کا بیعت لینے سے انکار کرنا آپ کی صداقت پر ایک بیّن ثبوت ہے۔

...... شہر لدھیانہ کے بڑے بڑے علماء اور نامی گرامی صوفیا نے حضور علیہ السلام سے بیعت کی درخواست کی۔ ان میں سے میرے پیر و مرشد حضرت قبلہ و کعبہ منشی احمد جان صاحب صوفی نقشبندی بھی تھے۔ جن کے ساتھ ہو کر میں بھی حضور علیہ السلام کی مجلس میں باریاب ہونے کے لئے جایا کرتا تھا۔"

جن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام لودھیانہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور جناب کی شرف زیارت حضرت منشی صاحب کو نصیب ہوئی۔ تو زیارت حاصل کرنے کے دنوں کے بعد پھر جب کبھی کوئی نیا مرید بیعت ہونے کے واسطے آپ کی خدمت مبارک میں آتا تو آپ کھلے کھلے اور پُر زور الفاظ میں فرمایا کرتے کہ امام وقت اور مجدد زمان آ گئے ہیں۔ اب لوگوں کو مناسب ہے کہ قادیان جاویں اور امام وقت سے فیض حاصل کریں اور لوگوں کو یوں سمجھایا کرتے تھے کہ اب خدا تعالیٰ نے ایسے مرد کو بھیج دیا ہے جس نے عرفان کا دریا بہا دیا ہے۔

حضرت منشی صاحب مرحوم و مغفور نے ایک بڑا مفصل اشتہار بھی کئی ہزار کی تعداد میں حضرت اقدس کے مجدد ہونے پر شائع کیا۔ اس اشتہار میں حضرت منشی صاحب موصوف نے ایک یہ بھی شعر لکھ دیا۔

سب مریضوں کی ہے تمہی پہ نگاہ　　تم مسیحا بنو خدا کے لئے

یہ شعر قبل از وقت پیشگوئی کے رنگ میں حضرت منشی صاحب مرحوم کی طرف سے شائع ہوا۔ حضرت منشی صاحب کی ایک صریح پیشگوئی تھی۔ چنانچہ اس اشتہار کے شائع ہو جانے کے چند سال بعد اللہ

تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رتبہ مسیحائی پر ممتاز فرمایا۔ اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے منشی صاحب ممدوح کی ایک کھلی کرامت ثابت ہوتی ہے۔" (الحکم قادیان ۲۱ جولائی ۱۹۳۴ء صفحہ ۷-۸)

بیعت

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ محبت و عشق کی چنگاری جس طرح پیدا ہوئی اس کا اظہار شاہزادہ صاحب کے اپنے بیان سے بخوبی ہوتا ہے۔ چونکہ انھوں نے اپنے شیخ حضرت منشی احمد جان صاحب ...... کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں گداز اور آپ کے حضور کامل اخلاص و محبت کا نمونہ دیکھا تھا۔ اس لئے اس تعلق میں ترقی کرتے چلے گئے۔ جب حضرت منشی احمد جان صاحب ......حج کو تشریف لے گئے تو حاجی صاحب بھی آپ کے قافلہ میں تھے۔ اور اس طرح عین عنفوان شباب میں آپ نے حج بیت اللہ کیا۔ حج سے واپس آکر حضرت موصوف کے ارشاد و وصیت کے ماتحت جب بیعت کا وقت آیا تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرلی۔ اور اس تعلق میں اس قدر ترقی کی کہ آخر اسی راہ میں قربان ہو گئے۔" (ایضاً)

آپ کو یہ امتیاز بھی حاصل تھا کہ حضرت اقدسؑ نے آپ کو ۳۱۳ رفقاء کی فہرست میں شامل فرمایا۔ چنانچہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد دوم میں ۳۱۳ کی فہرست میں آپ کا نام ۷۴ نمبر پر ہے۔

بیعت کے بعد ایک روحانی تغیر

حضرت عرفانی صاحب آپ کے خصائل و اوصاف کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔ "بیعت کے بعد ان کی حالت میں ایک غیر معمولی تغیر ہو گیا۔ وہ منہات شرعیہ سے پہلے ہی بچتے تھے اور احکام شریعت کا عملی احترام کرتے تھے۔ لیکن اب ان اعمال میں ایسے روح پیدا ہو گئی اور صبغۃ اللہ کے رنگ سے رنگین ہو گئے۔ ان کے چہرہ سے رشد و سعادت کے آثار نمایاں تھے ایک عام آدمی بھی انہیں دیکھ کر سمجھتا تھا کہ یہ کوئی ولی اللہ ہے۔ عشق الٰہی برسے منہ تے ولیاں ایہہ نشانی! "

دینی خدمات اور محبت قرآن

"حاجی صاحب کا تقویٰ و طہارت ان کی جوانی کے ایام میں بھی ان کے اپنے لوگوں اور دوسرے اہل شہر میں مشہور تھا۔ بیعت میں داخل ہونے کے بعد ان کے تقویٰ و طہارت اور رشد و سعادت کی وجہ سے جماعت نے انہیں اپنا امام الصلوۃ مقرر کیا وہ خطیب بھی تھے اور درس القرآن بھی دیا کرتے تھے۔ جب تک وہ لدھیانہ میں رہے اپنے منصب پر ممتاز رہے اور فی الحقیقت وہ اس کے پورے اہل تھے۔ قرآن شریف کے ساتھ انہیں ایک عشق تھا۔ اس سوز اور خوش الحانی سے پڑھتے تھے کہ ایک سنگدل انسان بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔ ان کا معمول یہ تھا کہ خطبہ جمعہ میں قرآن شریف کا جو حصہ پڑھتے وہ ہی نماز میں پڑھتے تھے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس

طرح پر قرآن شریف کا بہت سا حصہ ان کو حفظ ہو گیا تھا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ من وجہ وہ قرآن شریف کے حافظ ہی تھے .....''

دعوت الی اللہ کا شغف

''آپ کی عادت میں یہ بات داخل نہ تھی کہ بازاروں میں عام طور پر جاویں۔ یا میلوں یا مجمعوں میں پھرتے رہیں۔ .... گوشہ نشینی اور خلوت کو پسند کرتے تھے۔ سلسلہ ملازمت میں تو چونکہ پیدل کچہری آیا جایا کرتے تھے۔ اس لئے ان اوقات میں وہ آتے جاتے نظر آتے۔ اس کے بعد بازاروں اور مجمعوں میں یا دوسری عام جگہوں میں وہ نظر نہ آتے تھے۔ اتوار کے دن یا تو کبھی کسی رشتہ دار کے ہاں جا کر تبلیغ کرتے اور یا گھر پر موجود رہتے۔ اور کوئی شخص آتا تو اسے خدا کا پیغام پہنچاتے اس طرح پر وہ ایک خاموش اور مستقل مزاج داعی الی اللہ تھے۔ اور کبھی اپنے وقت کو ضائع نہیں ہونے دیتے تھے۔ دعوت و تبلیغ میں صرف کرتے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرتے یا قرآن کریم کی تلاوت سے بہرہ اندوز ہوتے اور ذکر الٰہی سے تسلی پاتے آپ کی زبان سے کبھی کوئی ایسی بات سننے میں نہیں آتی تھی جو کسی قسم کے گناہ کا رنگ رکھتی ہو۔ بلکہ بہت ہی کم بولتے تھے مگر جب بولتے تھے گویا پھول جھڑتے تھے۔''

آپ کے اخلاق حسنہ

''آپ نفس کشی کے عادی تھے ...... احکام کی بجا آوری اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی کو اس سانچے میں ڈھالتے تھے۔ آپ کی خوراک بہت ہی کم .... اور بہت ہی سادہ تھی۔ صبح کو آپ صرف چائے پی کر دفتر جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ دوپہر تک بھوک اور پیاس نہیں لگتی۔ کھانے میں بھی سادگی پسند تھے تکلفات کے عادی نہ تھے اور کھانے کا مقصد انہوں نے وہی سمجھا تھا جو سعدی نے بیان کیا ہے۔

' خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است '

اکل حلال کے پورے عامل تھے کبھی کسی مشتبہ چیز کے نزدیک نہ جاتے تھے۔''

(الحکم قادیان ۱۴۔ اگست ۱۹۳۴ صفحہ ۹)

حضرت عرفانی صاحب ...... نے حضرت بابو غلام حسین صاحب لدھیانوی کے بیان کردہ حالات کا ذکر یوں فرمایا:۔

''شہزادہ صاحب نیکیوں میں معروف اور قابل رشک نمونہ رکھتے تھے۔ معاملات میں بھی نہایت صاف اور صاحب امتیاز تھے۔ کبھی کسی شخص کو ان کی ساری زندگی میں موقع نہیں ملا کہ معاملات کے سلسلے میں کسی قسم کی شکایت کر سکے۔ وہ پورے امین اور دیانت دار تھے۔ ....''

"انہوں نے خود ہی بر سبیل تذکرہ فرمایا۔ اور وہ بھی اس لئے نہیں کہ اپنے کمال و دیانت کا ذکر مقصود تھا۔ بلکہ اس لئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول ..... کے اخلاق حسن ظن کا کمال ظاہر ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول ...... لدھیانہ میں آئے ہوئے تھے اور حضرت منشی احمد جان صاحب ..... کی ڈیوڑھی میں تشریف فرما تھے۔ اور بھی کچھ دوست وہاں موجود تھے۔ آخر دوستوں سمیت اٹھ کر کسی دوسری جگہ کو چلے گئے۔ راستہ میں یاد آیا کہ کچھ روپیہ تھا اور وہیں پڑا رہ گیا ہے۔ شہزادہ صاحب کو آپ نے فرمایا آپ جا کر اٹھا لائیں۔ شہزادہ صاحب کہتے ہیں کہ میں بھاگا ہوا گیا اور جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ اچھی خاصی گٹھری روپوں کی رکھی ہوئی ہے۔ میں اسے اٹھا کر لایا اور اتنی وزنی تھی کہ میں تھک گیا۔ حضرت مولوی صاحب بھی عجیب تھے کہ روپیہ کو مٹی کے برابر بھی نہ سمجھا۔ اور بالکل معمولی سی بات کہہ دی کہ کچھ روپیہ وہاں رہ گیا ہے وہ عام گذر گاہ تھی اور ہر وقت اندر آنے جانے والے گذرتے تھے۔ اور پھر بر سر راہ تھی اگر کوئی شخص اٹھا کر لے جاتا تو بہت بڑا نقصان ہوتا۔ جب یہ باتیں ہو رہی تھیں تو مکرمی شیخ محمد شفیع صاحب نے کہا کہ:۔

'حضرت خلیفہ اول .... کو تو مال سے کوئی محبت نہ تھی مگر آپ کون سے کم ہیں۔ دل میں خیال نہ آیا کہ روپیہ کہیں رکھ دیتے اور کہہ دیتے کہ حضور وہاں روپیہ تو نہیں ملا۔'

آپ (حضرت شاہزادہ صاحب۔ ناقل) اس پر بہت ہنسے اور کہنے لگے کہ آپ کو خوب سوجھی واللہ! اس بات کو تیس سال سے زیادہ عرصہ گذرا اور میں نے حضرت خلیفہ اول کی دنیا سے بے پروائی پر اکثر غور کیا۔ مگر میرے دل میں کبھی یہ وسوسہ یا خیال بھی نہیں آیا کہ ایسا ہونا ممکن ہے۔

حضرت شاہزادہ صاحب کی پاک فطرت کی یہ ایک موثر اور دل آویز آواز ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ بد دیانتی یا حب مالی کا آپ کے دل پر کچھ بھی اثر نہ تھا۔ ....

حضرت شاہزادہ صاحب نے ہمیشہ یہ ثابت کیا کہ تکمیل ایمان ہو ہی نہیں سکتی جب تک انسان تعظیم اوامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ کی دونوں شاخوں کی تربیت نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے اوامر کی تعظیم کی حقیقت اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان اس کی مخلوق پر شفقت کرے اور انسان جو مختلف قوتوں اور استعدادوں کو لے کر آیا ہے وہ اخلاق فاضلہ میں کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک خدا کی مخلوق کے ساتھ اس کے سلوک میں شفقت کا صحیح رنگ نہ ہو وہ شاخ اخلاق انسانی کی جو بیماروں کی عیادت و خبر گیری اور یتامیٰ کی نگہداشت اور شفقت سے سرسبز ہوتی ہے اس وقت بارور ہو گی جب انسان اس راہ کو اختیار کرے گا۔ حضرت شاہزادہ صاحب نے اس حقیقت کو بخوبی سمجھ لیا تھا۔ اس لئے ہر وقت بنی

نوع انسان کی خدمت کے لئے آمادہ رہتے تھے لوگوں کے ساتھ محبت رکھتے اور اپنی دعاؤں میں سب کی بھلائی کے طالب رہتے جہاں تک ان میں ممکن ہو تا خدا تعالیٰ کی مخلوق کی عملی خدمت کرتے۔ بیماروں کی تیمارداری اور عیادت کرتے۔ محتاجوں اور یتامی اور بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آتے۔"

آپ کو ایک خاص شرف اور سعادت حاصل ہے جو بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوئی لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔ حضرت عرفانی صاحب فرماتے ہیں:-

"حضرت اقدس جب ۱۸۹۱ء میں لدھیانہ تشریف لے گئے۔ تو آپ نے شاہزادہ عبدالمجید صاحب کو امام الصلوۃ مقرر فرمایا۔ خود حضور کی طبیعت ان ایام میں بہت کمزور اور نحیف تھی۔ چنانچہ صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں۔ کہ

'ان دنوں شاہزادہ عبدالمجید صاحب امامت کرایا کرتے تھے۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام نہایت کمزور نحیف اور ضعیف ہو رہے تھے۔ (صفحہ ۱۰۳)'

اس سے حضرت شاہزادہ عبدالمجید...... کے روحانی مقام کا پتہ چلتا ہے۔ اور ان کے تقویٰ و طہارت کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ خدا کا برگزیدہ بندہ جو مسیح موعود و مہدی معہود ہو کر آیا ہے۔ وہ اسے امام الصلوۃ مقرر کر کے آپ بھی اس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ"

ایک صاحب کرامت وجود

حضرت عرفانی صاحب فرماتے ہیں کہ "حضرت شاہزادہ صاحب اللہ تعالیٰ کے ایک ولی تھے۔ اور ان سے بھی کرامتوں کا صدور ہوتا تھا۔ یہ میرا خیال اور وہم نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا تھا۔

شاہزادہ عبدالمجید خان صاحب پر مولوی عبدالعزیز لدھیانوی نے (جن کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ بے حد عناد تھا) ایک، فوجداری استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی کا دائر کر دیا۔ اور اس کی بناء ایک اشتہار تھا۔ .... یہ مقدمہ خارج ہو گیا تھا۔ اس کے بعد جب شاہزادہ صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو حضور نے مقدمہ کے متعلق دریافت فرمایا۔ چنانچہ شاہزادہ صاحب کا اپنا بیان ہے کہ:-

عاجز انہیں دنوں میں قادیان گیا۔ حضرت اقدس نے مقدمہ کا حال پوچھا۔ عاجز نے عرض کیا۔ کہ مدعی نے خود ہی مقدمہ چھوڑ دیا۔ حالانکہ اس نے بڑے اہتمام سے مقدمہ اٹھایا تھا۔ اور ان کی جماعت نے پورا پورا زور مقدمہ کی پیروی میں خرچ کیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے مدعی کے دل میں ایسا رعب ڈال دیا۔ کہ اس نے مقدمہ چھوڑنے کے سوا چارہ نہ دیکھا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کہ مقدمہ میں ناکامیاب ہونے کے علاوہ

اس کا برادر رشید پردیس میں مرگیا۔ جس سے اس کا بازو ٹوٹ گیا۔ یہ بات سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو آپ کی کرامت ظاہر ہوئی میں نے عرض کیا۔ کہ حضور یہ تمام ذلت اور ناکامیابی کے دکھ کی مار جو فریق مخالف کو نصیب ہوئی۔ یہ صرف حضور ہی کی دعا سے ہوئی۔ یہ مقدمہ صرف اس وجہ سے کیا گیا تھا کہ اسے شیخی بگھارنے کا موقعہ مل جاویگا۔ کہ دیکھا ہم نے ایک احمدی کی کیسے خبر لی۔'

شاہزادہ صاحب اس مقدمہ میں بھی نہایت مستقیم الاحوال رہے۔ باوجود یہ کہ اس وقت جماعت نہایت کمزور تھی اور لدھیانہ میں ان مولوی صاحبان کا اثر اور رسوخ بے حد تھا۔ لیکن اس قدرت نمائی کو دیکھو کہ فریق ثانی خود بخود مقدمہ چھوڑنے کو مجبور ہو گیا۔......"

حضرت عرفانی صاحب فرماتے ہیں:-

"شاہزادہ عبدالمجید خانصاحب اگرچہ ایک خاموش رہنے والے انسان تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قلم و زبان دونوں سے حصہ دیا تھا۔ تقریر کرتے تو اس میں حکمت اور اثر کی قوت کام کرتی تھی۔ اور جب ضرورت ہوتی تو آپ قلم برداشتہ مضامین بھی لکھ لیتے۔ اگرچہ وہ بہ حیثیت مصنف کے کبھی ممتاز نہیں ہوئے۔ لیکن اس میں ہرگز شبہ نہیں۔ کہ ان میں یہ قوت اور استعداد تھی۔ علاوہ ان وقتی اور مقامی اشتہارات کے جو سلسلہ کی اشاعت کے لئے انہیں لکھنے پڑتے۔ انہوں نے ۱۹۰۱ء میں انوار احمدی کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار و برکات کا ذکر تھا۔ یہ رسالہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید اور شہادت صداقت پر لکھا گیا تھا۔ اس لئے علاوہ دلائل صداقت کے آپ نے اس میں آپ کے بعض صحابہ کی شہادتیں بھی درج کردی تھیں۔ جس میں انہوں نے بتایا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کس طرح شناخت کیا ہے۔ اور کیا فیوض و برکات پائے۔ ایسا ہی انجام المکذبین بھی ایک رسالہ آپ نے لکھا تھا۔ میں اس وقت نہیں کہہ سکتا کہ وہ شائع ہوا تھا یا نہیں یا آپ صرف اس کا ارادہ رکھتے تھے۔.......

اس کے علاوہ آپ نے سورۃ الاخلاص کی ایک تفسیر لکھی۔ جس کو پڑھ کر ہر شخص بے اختیار آپ کی علمی حیثیت کا اعتراف کرے گا۔ یہ تفسیر تصوف کے رنگ میں رنگین ہے۔ اور توحید کے جملہ مراتب کا ایک دلکش اور موثر بیان ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن مجید سے آپ کو کس قدر محبت تھی۔ اور اس کا کیسا عجیب اور موثر فہم آپ کو دیا گیا تھا۔ آپ اگر تصنیف و تالیف کے کام کو مستقل طور پر کرتے تو کچھ شک نہیں کہ وہ ایک قابل مصنف ہوتے۔"

(الحکم ۲۸۔ ستمبر ۱۹۳۴ء صفحہ ۷۔۸)

حضرت شاہزادہ صاحب کا کلام

حضرت مولانا شیخ یعقوب علی عرفانی نے آپ کا ایک فارسی زبان میں قصیدہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مدح میں ہے الحکم ۷ ستمبر ۱۹۳۴ء کے صفحہ ۷ پر شائع کرتے ہوئے لکھا:۔

"شہزادہ عبدالمجید صاحب فطرتی طور پر شاعر تھے۔ لیکن ان کی شاعری پاک شاعری تھی۔ فارسی میں کہتے تھے۔ ان کا ایک قصیدہ جو انہوں نے ۱۹۰۱ء میں لکھا تھا عزیزم مکرم مولوی غلام حسین صاحب کی سعی سے میسر آگیا ہے......"

نوٹ: حضرت شاہزادہ صاحب کا یہ فارسی مدحیہ کلام الحکم میں شائع شدہ ہے۔ (باقی آئندہ شمارہ میں)

ماہنامہ انصار اللہ کی خصوصی اشاعت "حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمدؒ" کے بارے میں

جناب ثاقب زیروی صاحب مدیر "لاہور" کا مکتوب

"ان کی ہمت، عزیمت سے انسانیت بہت کچھ سیکھ سکتی ہے"

ہمارے ایک نامور صحافی اور معروف شاعر جناب ثاقب زیروی صاحب مدیر لاہور ماہنامہ انصار اللہ کی خصوصی اشاعت ماہ مارچ ۲۰۰۰ء "حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحبؒ" کے بارہ میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"بہت تاخیر سے لکھ رہا ہوں اس کا سبب میری علالت ہے.... آپ نے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد سے منسوب نایاب تصاویر اور گرانمایہ مضامین کا مرقع چھاپ کر جماعت پر ہی نہیں انسانیت پر احسان کیا ہے۔ بلاشبہ وہ (دین حق) کی عظمت کے لئے ننگی تلوار تھے ان کی ہمت اور عزیمت سے انسانیت بہت کچھ سیکھ سکتی ہے۔ عزیزہ امتہ القدوس سلمہا کی دونوں نظمیں "یہ مرا باپ ہے" اور "میرے ابا" اس نمبر کی جان ہیں اللّٰھم زدفزد۔ علالت کے ایام میں بھی آپ کا یہ نمبر میرے سرہانے رہا۔ اور میں اس کے مضامین سے کسب فیض کرتا اور تصاویر سے باربار آنکھیں سیراب کرتا رہا۔ اللہ آپ کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین۔" ناچیز ثاقب زیروی لاہور

مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کی سالانہ کھیلیں

منعقدہ ۲۰ فروری و ۲۳ مارچ ۲۰۰۰ء

سالانہ مقابلہ جات کی تیاری فروری میں شروع کروادی گئی تھی۔ انفرادی کھیلوں کے ابتدائی مقابلے ہر حلقہ میں ہوئے اور اول آنے والے کھلاڑی نے ۲۳ مارچ کی سالانہ کھیلوں میں اپنے حلقے کی نمائندگی کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے اس دفعہ حلقہ جات میں مقابلوں کی پوزیشن گذشتہ سالوں کی نسبت بہت بہتر رہی جس سے انصار کی کھیلوں اور صحت جسمانی کے پروگراموں میں دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے۔

اجتماعی مقابلوں میں سے رسہ کشی اور والی بال کے ابتدائی مقابلے ۲۰ فروری کو دارالرحمت غربی کی گراؤنڈ میں منعقد کروائے گئے۔ رسہ کشی میں ربوہ کی بلاکس کی ۸ ٹیموں نے حصہ لیا۔ جن میں سے ۴ ٹیموں کو سیمی فائنل کے لئے منتخب کیا گیا۔ سیمی فائنل میں مندرجہ ذیل ۴ ٹیمیں پہنچیں ۱۔ صدر بلاک (الف) ۲۔ صدر بلاک (ب) ۳۔ نصر بلاک ۴۔ رحمت بلاک (ب)

۲۳ مارچ کو سیمی فائنل مقابلہ صدر بلاک (الف) اور صدر بلاک (ب) اور نصر بلاک اور رحمت بلاک (ب) منعقد ہوا۔ دونوں مقابلے بہت دلچسپ تھے۔ صدر بلاک (الف) اور نصر بلاک کی ٹیمیں فائنل میں پہنچیں۔ فائنل مقابلہ بھی بہت دلچسپ رہا جو نصر بلاک کی ٹیم نے جیت لیا۔

والی بال ۲۰ فروری کو والی بال کے مقابلے ہوئے جن میں ۴ ٹیموں نے حصہ لیا۔ اور رحمت بلاکس اور نصر + یمن بلاک کی ٹیمیں فائنل میں پہنچیں۔ ۲۳ مارچ کو فائنل مقابلے میں رحمت بلاکس کی ٹیم نے یہ مقابلہ جیت لیا۔

انفرادی کھیلوں میں نمایاں پوزیشنیں حاصل کرنے والوں کے اسمائے گرامی

سائیکل ریس اول:۔ چوہدری افتخار احمد ناصر آباد شرقی دوم:۔ عمر حیات فیکٹری ایریا سوم:۔ رفیق احمد دارالفضل غربی سو میٹر دوڑ اول:۔ مظفر احمد گوندل ناصر آباد شرقی دوم:۔ ریاض احمد ججہ فیکٹری ایریا سوم:۔ امجد خان دارالعلوم جنوبی گولہ پھینکنا اول:۔ مرزا محمد افضل عقب ہسپتال دوم:۔ خواجہ صفی الدین کوارٹرز صدر انجمن سوم:۔ محمد اختر کوارٹرز صدر انجمن سلو سائیکلنگ اول:۔ پروفیسر مبارک احمد طاہر دارالبرکات دوم:۔ چوہدری محمد انور دارالرحمت شرقی ب سوم:۔ عبدالحمید کھوکھر دارالعلوم شرقی برکت کلائی پکڑنا اول:۔ رانا اللہ دتہ دارالنصر شرقی دوم:۔ ظہور احمد پال دارالنصر شرقی سوم:۔ مظفر احمد گوندل ناصر آباد شرقی مشاہدہ معائنہ اول:۔ محمد ادریس دارالبرکات دوم:۔ رانا مبشر احمد دارالفضل غربی سوم:۔ مبشر احمد شاد دارالعلوم جنوبی میوزیکل چیئر اول:۔ رفیق اللہ خان دارالعلوم وسطی دوم:۔ پرویز

محمود فیکٹری ایریا سوم:۔ محمد یعقوب دار العلوم شرقی

اجتماعی مقابلوں میں پوزیشنیں حاصل کرنے والی ٹیمیں

پیغام رسانی اول:۔ علوم بلاک (ب) دوم:۔ یمن بلاک والی بال اول:۔ رحمت بلاکس دوم:۔ یمن و نصر بلاک رسہ کشی:۔ اول:۔ نصر بلاک دوم:۔ صدر بلاک (الف)

محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ پاکستان محترم صاجزادہ مرزا خورشید احمد صاحب آل ربوہ سالانہ کھیلوں کی اس تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔ انہوں نے جیتنے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔ انعامات میں خوبصورت شیلڈ ز دی گئیں

تقریب کے آخر میں مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کی طرف سے اپنے دو سابق اراکین محترم ملک محمد رفیق صاحب سابق نائب زعیم اعلیٰ اور مکرم مولانا نصر اللہ خان ناصر صاحب سابق منتظم اصلاح و ارشاد کو مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے لئے ان کی غیر معمولی گراں قدر خدمات کے اعتراف میں یادگاری شیلڈ ز پیش کی گئیں۔

دعا کے ساتھ یہ کاروائی بخیر خوبی اپنے اختتام کو پہنچی۔ صدر مجلس نے دعا کروائی۔

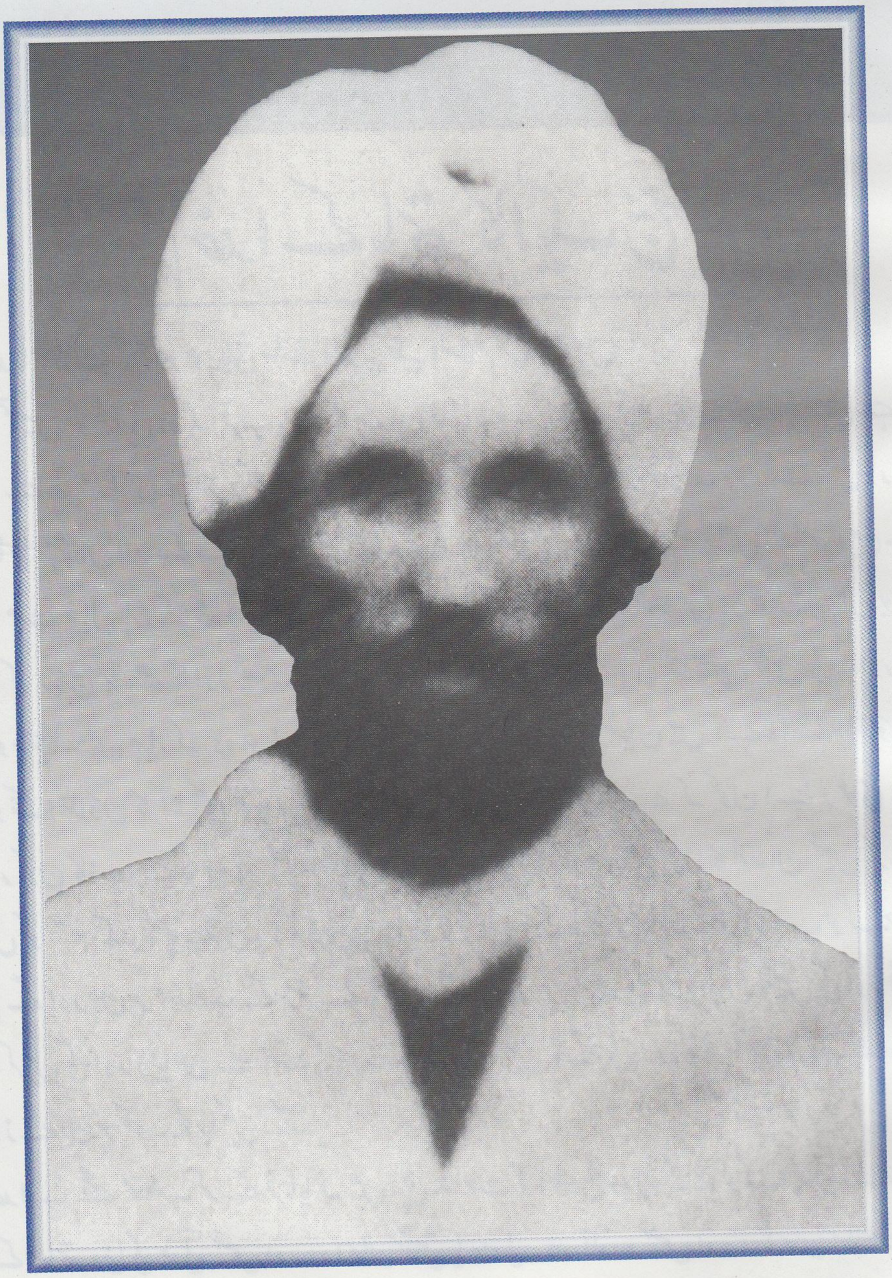
(چوہدری عطاء الرحمن محمود منتظم اعلیٰ آل ربوہ سالانہ کھیلیں)

مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان کی سالانہ پکنک

مورخہ ۱۱۔ مئی ۲۰۰۰ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے باغ واقع احمد نگر کی بارہ دری میں مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان کی سالانہ پکنک کا پروگرام ہوا۔ جس میں مجلس عاملہ (قائدین) ساڑھے پانچ بجے بارہ دری پہنچے۔ سابق صدر مجلس انصار اللہ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب اور محترم صاجزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے بطور مہمان خصوصی شرکت فرمائی۔

بعد نماز عصر بیڈ منٹن کے چند دلچسپ میچز ہوئے جن میں مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب نائب صدر، مکرم پروفیسر منور شمیم خالد صاحب، مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب، مکرم سید قاسم شاہ صاحب، مکرم ملک منصور احمد صاحب، اور خاکسار نے حصہ لیا۔ دوران میچ کھلاڑیوں اور حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی اس دوران مکرم ملک منصور احمد عمر صاحب اپنے مخصوص انداز میں احباب کو لطائف سے محظوظ کرتے رہے۔ ساڑھے آٹھ بجے حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا اور اس کے بعد مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب رکن خصوصی نے اپنی مزاحیہ نظمیں "شیطان کی نانی" اور "گذشتہ پکنک" نہایت دلچسپ انداز میں پیش کیں آخر میں خاکسار نے مہمان خصوصی و جملہ حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور ساڑھے نو بجے دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

(عبد الجلیل صادق قائد ذہانت و صحت جسمانی)



حضرت شاہزادہ عبدالمجید لدھیانوی (وفات: ۱۹۲۸ء)

Monthly **Ansarullah** Rabwah

EDITOR : NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. No . CPL -92 May, 2000

تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو

سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے۔ اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوی بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائیگا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے۔ اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔

خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۹)